اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

اسلامی قانون وراثت پر مدلل اور بے مثال رسالہ

# قانون وراثت



محدث اعظم پاکستان حضرت
شیخ الحدیث والتفسیر ابوالفضل
محمد سردار احمد قادری

مکتبہ قادریہ فیصل آباد

نام کتاب ــــــــــ قانون وراثت

مصنف ــــــــــ محدث اعظم مولینا محمد سردار احمد قادری

صفحات ــــــــــ 64

تعداد ــــــــــ 1100

کمپوزنگ ــــــــــ ایم شاہد مغل (الحمد آرٹ) فون:632122

باہتمام ــــــــــ محمد سلیم اقبال، محمد یٰسین

اشاعت اول ــــــــــ 15 اکتوبر 2001ء

قیمت ــــــــــ 25 روپے

بشکریہ : عطاء المصطفےٰ نوری صاحب

واحد تقسیم کار

ناشر: مکتبہ قادریہ فیصل آباد

# فہرست

# فہرست

| صفحہ | عنوان |
|---|---|
| 38 | میت نے ایک چچا اور بھتیجی یعنی چچا کی لڑکی چھوڑی |
| 39 | تفصیل کی اجمالی تعبیر |
| 41 | وراثت کے متعلق قدیمی اسلامی قانون |
| 44 | ترمیمی بل کی نئی دفعہ 2 الف |
| 46 | چیمہ صاحب کی ترمیم قرآن وحدیث کے خلاف ہے |
| 47 | حق وراثت میں کمی کرنے والے کیلئے وعید |
| 48 | وراثت میں انسانی تخیل کا دخل نہیں |
| 52 | قانون وراثت میں احتیاط ضروری ہے |
| 55 | حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قانون وراثت میں احتیاط |
| 59 | حجۃ الوداع میں قانون وراثت ووصیت کا اعلان |
| 60 | ترمیمی بل قرآن وحدیث کے خلاف ہے |
| 62 | اسلامی قانون وراثت میں مودودی کی نادانی |

## کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

قانون وراثت کے متعلق چوہدری محمد اقبال صاحب چیمہ ایم۔ ایل۔ اے سیالکوٹ نے ایک ترمیم پیش کی ہے، جس کی بنا پر اس ترمیمی قانون کا نام پنجاب نفاذ قانون اسلامی (شریعت) ترمیمی بل 1935ء تجویز ہوگا۔ اس میں ترمیمی بل کی یہ عبارت ہے، مندرجہ ذیل نئی دفعہ بطور دفعہ 2 الف ایکٹ نمبر 9، 1948ء میں زیادہ کی جائے گی۔

2 الف:

''اگر کسی بیٹے یا بیٹی بھائی یا بہن کی موت ایسے وقت واقع ہو جائے جبکہ وہ شخص زندہ ہو جس کا ترکہ اسے ملنا ہے، تو ان کے ورثاء کو ترکہ ایسے ہی ملے گا، گویا کہ بوقت کھلنے ترکہ وہ ابھی زندہ تھے، یعنی یہ تصور کیا جائے گا، کہ جس کا ترکہ تقسیم ہونا ہے، اس کے بعد فوت ہوئے ہیں۔ اس ترمیم کی وجہ سے یہ بیان کی ہے، یہ عام خیال ہے کہ اصول نمائندگی وراثت شرعی کے لئے ایک اجنبی اصول ہے، اس وقت پہلے فوت شدہ لڑکے یا لڑکی بھائی یا بہن کی اولاد متوفی کا ترکہ نہیں پاتی، قانون شریعت میں ایسی کوئی صریح بندش نہیں جو کہ ایسی اولاد کو ترکہ پانے سے روکے، اس قانون کا موجودہ تخیل پہلے فوت ہونے والے لڑکا لڑکی بھائی بہن کے بچوں کی زندگی کو تباہ حال بنا دیتا ہے،

قانون کو اسلامی روح کے مطابق بنانے کے لئے متذکرہ بالا ترمیم تجویز کی گئی ہے۔"

اسلامی شرعی قانون سے تو بیٹے اور بیٹی کی موجودگی میں پوتے پوتی ترکہ سے محروم ہیں، یونہی بھائی کی موجودگی میں بھتیجے اور بھانجے ترکہ سے محروم ہیں، لیکن اس کے متعلق ترمیمی بل میں لکھا ہے، کہ ترکہ سے محرومی روح اسلام کے مطابق نہیں۔"

آپ اس ترمیمی بل کے متعلق شرعاً واضح کردیں کہ یہ تجویز کردہ ترمیم قرآن حدیث کے خلاف ہے یا نہیں،

المستفتی مولوی محمد حسن ریاست بہاولپور اور مولانا قادری محبوب رضا بریلوی عارف والا۔ منٹگمری

## الجواب:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط......

نحمده ونصلى علىٰ رسوله الكريم وعلى اله واصحابه وحزبه اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين ہط

ترمیمی بل کے متعلق کچھ لکھنے سے پہلے یہ زیادہ مناسب ہے کہ بطور تمہید ومقدمہ چند باتیں لکھی جائیں تاکہ یہ امر واضح ہو جائے کہ ترمیمی بل

کس حد تک قرآن وحدیث ودین اسلام کے خلاف ہے۔

**تمہید:-** ارکان اسلام نماز، روزہ، حج، زکوۃ، معاملات شرعیہ کے مسائل کا جاننا شرعاً لازم ہے، اسی طرح علم فرائض تقسیم ترکہ کے مسائل جاننا بھی شرعاً ضروری ہے۔ حضور نبی کریم رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس علم کے سیکھنے سکھانے کا حکم فرمایا، امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ تعلموا الفرائیض والقرآن وعلموا الناس۔
(تفسیر خازن مطبوعہ مصر صفحہ ج ۱/406) یعنی فرائض وقرآن کا علم سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ۔ محدث ابن ماجہ ومحدث دار قطنی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ تعلموا الفرائض وعلموھا نافہ نصف العلم۔ (تفسیر خازن مطبوعہ مصر صفحہ ج ۱/406) یعنی علم وفرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ کیونکہ علم فرائض نصف علم ہے، علم دین کے شعبوں میں سے یہ علم فرائض بھی ایک نہایت ہی امتیازی شان رکھتا ہے، شریعت مطہرہ نے اس کا بڑا اہتمام فرمایا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کے متعلق قرآن پاک میں آیات کریمہ نازل فرمائیں۔ سرکار دوعالم نور مجسم رسول مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے

مسائل کو بیان فرمایا اور امت کو اس کے سیکھنے سکھانے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ خلفائے راشدین نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس علم فرائض کو بھی سیکھا۔ اور دوسروں کو سکھایا۔ اور آئمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے اس علم کے فضائل وضوابط وقواعد واصول وفروع قرآن وحدیث کے مطابق اجمالاً وتفصیلاً بیان فرمائے۔ فقہاء کرام نے اس موضوع پر کتابیں تصنیف فرمائیں۔ صدیوں سے جس پر عمل درآمد ہے، تقسیم ترکہ کے متعلق جن مسائل میں آجکل گفتگو ہو رہی ہے، اور اخباروں اور پرچوں میں مضمون چھپ رہے ہیں، یہ مسائل عہد رسالت و دور خلافت قرون خیر میں طے ہو چکے اور عہد رسالت سے لے کر آج تک خلفاء راشدین وصحابہ کرام و مجتہدین وفقہا ومحدثین وعارفین ومفسرین ومجددین واولیاء کاملین و مصنفین ومدرسین وعلماء عاملین وسلاطین اسلام اوران کے قاضی وحکام الغرض جمہور مسلمان اپنے اپنے زمانہ میں اس پر عمل کرتے رہے، یہ ترمیمی بل اس قدیم مروج اسلامی قانون وراثت کے سراسر خلاف ہے۔

## پہلا مقدمہ:

شریعت مطہرہ میں جن وارثوں کے لئے حصے معین کر دیئے ہیں۔ ان وارثوں کو اصحاب فرائض کہتے ہیں۔ اور وہ بارہ نفر ہیں، جن میں سے چار مرد ہیں،

نمبر 1 باپ، نمبر 2 دادا، نمبر 3 خاوند، اخیافی بھائی (یعنی صرف ماں کی طرف سے بھائی) آٹھ عورتیں ہیں۔ بیوی نمبر 1، بیٹی نمبر 2، پوتی پرپوتی نمبر 3، حقیقی بہن نمبر 4، علاتی بہن (یعنی صرف باپ کی طرف سے بہن) اخیافی بہن نمبر 6، (یعنی صرف ماں کی طرف سے بہن) ماں نمبر 7،

دادی، نانی نمبر 8

## دوسرا مقدمہ:

وارثوں کے لئے جو سہام (حصے) معین ومقرر ہیں۔ وہ چھ ہیں۔

آدھا (1/2)، چوتھا (1/4)، آٹھواں (1/8)، دو تہائی (2/3)،

تیسرا (1/3)، چھٹا (1/6)

## تیسرا مقدمہ:

عصبی نسبی کی تین قسمیں ہیں۔ عصبہ بنفسہ (نمبر 1)، عصبہ بغیرہ (نمبر 2)۔ عصبہ مع غیرہ (نمبر 3)

یہاں مقصود عصبہ بنفسہ کا بیان کرنا ہے، عصبہ بنفسہ وہ مرد ہے، جس کی نسبت میت کی طرف کریں۔ تو عورت نسبت میں داخل نہ ہو۔ اس عصبہ کی چار قسمیں ہیں۔ پہلی قسم میت کا جز۔ یعنی بیٹا۔ پوتا، پڑپوتا، دوسری قسم میت

کی اصل یعنی میت کا باپ، دادا، پردادا، تیسری قسم میت کے باپ کا جز، یعنی میت کا بھائی، بھائی کا لڑکا، بھائی کا پوتا، پر پوتا، چوتھی قسم میت کے دادا کا جز، یعنی میت کا چچا، چچا کا لڑکا، چچا کا پوتا پر پوتا۔

## چوتھا مقدمہ:

وارثوں میں سب سے پہلے اصحاب فرائض کو حسب شرع ترکہ دیا جائیگا۔ ان کو ترکہ دینے کے بعد جو باقی بچے وہ سب سے زیادہ قریبی عصبہ کو ملے گا۔ اور اگر اصحاب فرائض میں سے کوئی نہ ہو تو سب ترکہ میت سے زیادہ قریبی عصبہ کو شرعاً پہنچے گا۔ جیسا کہ حدیث شریف سے ثابت ہے اس حدیث شریف کا بیان معہ حوالہ آتا ہے۔

## پانچواں مقدمہ:

وارث وہ شخص ہے جو مورث کے انتقال کے وقت موجود ہو زندہ ہو، خواہ ماں کے پیٹ میں ہو، اور مورث کے انتقال کے بعد زندہ پیدا ہوا ور مورث کی زندگی میں جو شخص مر جائے، اس کو مورث کا ترکہ شرعاً ہرگز نہیں ملتا، مورث جس جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ کو چھوڑ کر مرے۔ وہ مال اس کا ترکہ ہے، اس ترکہ کو شریعت کے مطابق موجودہ وارثوں پر تقسیم کیا جائے گا۔

اور جو شخص موجود نہیں بلکہ مورث کی زندگی میں مر چکا ہے، تو اس کو ترکہ دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، یہ ایک ایسا واضح مسئلہ ہے کہ جس میں کچھ پیچیدگی نہیں۔ اور زمان برکت نشان عہد رسالت سے آج تک کسی نے اس میں اختلاف نہیں کیا۔ بلکہ سب کا اس پر اتفاق ہے، مگر جناب چیمہ صاحب اس اسلامی متفق علیہ مسئلہ پر نکتہ چینی کر کے اختلاف کا بیج بو رہے ہیں۔ مولیٰ عزو جل سب مسلمانوں کو اسلامی قانون کی مخالفت سے بچائے۔ آمین!

## قرآن کریم کا فرمان اور اولاد کے ترکہ

## پانے کا بیان

قرآن پاک میں ہے، ولکل جعلنا موالی ماترک الوالدان والاقربون (سورہ نساء پارہ 5 رکوع 4) یعنی ہم نے سب کے لئے ورثاء بنا دیئے ہیں، جو کچھ چھوڑ جائیں، ماں باپ اور قرابت والے اس آیت پاک سے ثابت ہوتا ہے، کہ ماں باپ کا ترکہ اولاد کو ملتا ہے، اور اسی طرح قرابت والوں کا ترکہ بھی ان کے وارثوں کو ملتا ہے، مگر اولاد کو کتنا ترکہ ملتا ہے، اس کا ذکر اس آیت پاک میں ہے، یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیان فان کن نساء فوق اسنتین فلھن

ثلثا ما ترک وان کانت واحدۃ فلھا النصف (سورہ نساء رکوع 2 پارہ 4) یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے، پھر اگر صرف لڑکیاں ہوں اگرچہ دو سے زیادہ تو ان کو ترکہ کی دو تہائی اور اگر ایک لڑکی ہو تو اس کے لئے آدھا، اس آیت پاک میں اولاد کے ترکہ پانے کا بیان ہے،

میت نے جو اولاد چھوڑی اس کی تین صورتیں ہیں۔ پہلی صورت لڑکے لڑکی کو چھوڑا۔ دوسری صورت صرف لڑکیاں چھوڑیں۔ تیسری صورت صرف لڑکے چھوڑے۔ پہلی صورت میں لڑکے کو لڑکی سے دوگنا ملے گا۔ آیت مذکور میں اس کے متعلق فرمایا، للذکر مثل حظ الانثیین ۔ دوسری صورت میں جبکہ صرف لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ دو ہوں یا دو سے زیادہ تو لڑکیوں کو کل ترکہ سے دو تہائی ملے گا۔ آیت مذکورہ میں اس کے متعلق فرمایا۔ فان کن نساء فوق اثنتین فلھن ثلثا ما ترک ، اور اگر میت نے ایک لڑکی چھوڑی تو اس کو ترکہ سے آدھا ملتا ہے، اس کا بیان آیت مذکورہ میں یوں ہے، وان کانت واحدۃ فلھا النصف ۔ تیسری صورت صرف لڑکے چھوڑے تو سب کو ترکہ سے برابر حصہ ملے گا۔ اور اگر ایک ہی لڑکا چھوڑا ہے، تو وہ سارا ترکہ پائے گا۔ کیونکہ آیت پاک میں لڑکے کا حصہ لڑکی کے حصہ سے دوگنا

بتایا۔ جب ایک لڑکی کوکل ترکہ کا نصف ملتا ہے، تو جب میت نے ایک ہی لڑکا چھوڑا، تو اس کو کل ترکہ ملے گا۔ جیسا کہ ان دو آیتوں للذکر مثل حظ الانثیین اور وان کانت واحدۃ فلھا النصف کے مضمون سے ثابت ہوتا ہے، لڑکے کو کل ترکہ ملنے کا مطلب یہ ہے کہ میت کے اصحاب فرائض میں سے کوئی وارث نہیں تو لڑکا کل ترکہ پائیگا۔ اور اگر اصحاب فرائض سے کوئی ہے تو اس کو اسکا شرعی مقرر حصہ دیا جائے گا۔ اور جو باقی بچے گا۔ وہ سارا لڑکے کو ملے گا۔ مطلب یہ ہے کہ میت کے عصبات پوتا پر پوتا۔ بھائی بھتیجا اور چچا وغیرہ بیٹے کی موجودگی میں سب محروم ہیں دیکھئے قرآن کریم کی آیت کریمہ کے مضمون سے ثابت ہوا کہ لڑکے کی موجودگی میں میت کا پوتا محروم ہے۔

## حدیث شریف کا صاف صریح فیصلہ ہے کہ بیٹے کی موجودگی میں پوتا پوتی وراثت سے محروم ہے

اماموں کے امام مجتہدوں کے پیشوا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسند شریف میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحقوا الفرائض باھلھا فما بقی فلا ولی رجلٍ ذکرٍ (مسند امام اعظم

مطبوعہ اصح المطابع صفحہ 232) یعنی فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جن ورثاء کے حصے شرعاً مقرر و معین ہیں۔ ان کو ان کے شرعی حصے دو اور پھر جو باقی بچے وہ میت کے زیادہ قریبی مرد کے لئے ہے۔ اس حدیث شریف سے صراحۃً ثابت ہوا کہ اصحاب فرائض کے بعد وراثت کا حقدار میت کا زیادہ قریبی عصبہ ہے، مثلاً زید کا انتقال ہوا۔ اس نے ایک بیوی اور ماں اور ایک لڑکا اور ایک پوتا چھوڑا۔ تو اس صورت میں میت کا ترکہ حسب شرع 24 حصوں پر تقسیم ہوگا۔ جس میں سے میت کی بیوی کو آٹھواں حصہ یعنی تین سہام ملیں گے۔ اور میت کی ماں کو چھٹا حصہ یعنی چار سہام ملیں گے۔ اور ترکہ میں سے باقی سترہ 17 سہام میت کے لڑکے کو ملیں گے۔ کیونکہ میت کا لڑکا میت کا زیادہ قریبی عصبہ ہے، اور پوتا چونکہ لڑکے کے اعتبار سے ایک درجہ بعید ہے لہٰذا بحکم حدیث شریف پوتا محروم ہے، اس حدیث شریف میں وہ ورثاء کہ جن کے حصہ شریعت میں مقرر ہیں ان کو سب ورثاء سے پہلے ان کے حصے دینے کا حکم فرمایا ہے، اور جو ان سے باقی بچے میت کے زیادہ قریبی عصبہ کو اس کا حقدار بتایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ اگر میت کے اصحاب فرائض میں سے کوئی وارث بھی نہیں صرف عصبہ ہیں تو اس صورت میں میت کا سب سے زیادہ قریبی عصبہ جو ہوگا، وہ شرعاً کل ترکہ کا حق دار ہے، مثلاً زید کا

انتقال ہوااس نے ایک لڑکا ایک پوتا ایک بھائی ایک بھتیجا ایک چچاان کو چھوڑا تواس صورت میں حسب شرع کل ترکہ زید کے صرف لڑکے کو ملے گا۔ اور زید کا پوتا۔ بھائی، بھتیجا، چچا، سب محروم ہیں، حالانکہ یہ سب عصبہ بنفسہ ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ میت کا لڑکا اس کا سب سے زیادہ قریبی عصبہ ہے، اور میت کا پوتا، بھائی، بھتیجا چچا یہ سب میت کے عصبہ ابعد ہیں۔ دیکھئے حدیث شریف سے صراحۃً یہ قانون ثابت ہوا کہ میت کے عصبہ اقرب کی موجودگی میں عصبہ ابعد محروم ہے، اس حدیث پاک سے وراثت کے یہ مسائل بھی ثابت ہوئے،

**نمبر 1**:- میت کے بیٹے کی موجودگی میں میت کا پوتا پوتی محروم، میت کے پوتے کی موجودگی میں میت کا پر پوتا، پر پوتی محروم۔

**نمبر 2**:- میت کے باپ کی موجودگی میں میت کا دادا محروم اور میت کے دادا کی موجودگی میں پر دادا محروم۔

**نمبر 3**:- میت کے بھائی کی موجودگی میں میت کا بھتیجا محروم اور میت کے بھتیجے کی موجودگی میں میت کے بھائی کا پوتا محروم۔

**نمبر 4**:- میت کے چچا کی موجودگی میں میت کے چچا کا لڑکا محروم اور میت کے چچا کے لڑکے کی موجودگی میں چچا کا پوتا محروم۔

**نمبر 5**:- میت کا لڑکا یا پوتا ہے تو میت کا بھائی اور میت کے بھائی کی اولاد محروم۔

**نمبر 6**:- میت کا بھائی یا بھائی کا لڑکا یا پوتا ہے تو میت کا چچا اور چچا کی اولاد محروم۔

**نمبر 7**:- میت کا چچا یا چچا کا لڑکا یا پوتا موجود ہے تو میت کے باپ کا چچا یا اس کا لڑکا یا پوتا محروم۔

**نمبر 8**:- میت کا چچا موجود ہو تو میت کی پھوپی محروم۔ حالانکہ پھوپھی چچا کی بہن ہے۔

**نمبر 9**:- میت کا بھتیجا موجود ہو تو میت کی بھتیجی محروم حالانکہ بھتیجا بھتیجی بہن بھائی ہیں۔

**نمبر 10**:- میت کے چچا کا لڑکا موجود ہو تو چچا کی لڑکی محروم حالانکہ چچا کا لڑکا اور چچا کی لڑکی بہن بھائی۔ ان تمام مسائل کی دلیل یہ حدیث شریف ہے یعنی اصحاب فرائض کے بعد میت کا ترکہ میت کے زیادہ قریبی عصبہ کو ملے گا۔ بیٹا پوتے سے زیادہ قریبی ہے، لہٰذا بیٹے کی موجودگی میں پوتا ترکہ نہیں پائے گا۔ میت کا باپ میت کے دادا سے زیادہ قریبی ہے، لہٰذا باپ کی موجودگی میں دادا ترکہ نہیں پائے گا۔ وعلی ہذاالقیاس، اس بیان سے واضح ہو

گیا کہ فقہا کرام ومحدثین عظام نے ترکہ کے یہ مسائل جو بیان فرمائے ہیں، اپنی طرف سے بیان نہیں فرمائے بلکہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث شریف سے بیان فرمائے ہیں۔

## جن کتابوں میں یہ حدیث شریف مذکور ہے

## ان کتابوں کے نام مع حوالہ جات

نمبر 1:- مسند امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطبوعہ اصح المطابع لکھنو صفحہ 232

نمبر 2:- مسند امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطبوعہ مصر صفحہ -309-357 229 (ج۴)

نمبر 3:- صحیح بخاری شریف مطبوعہ اصح المطابع دہلی صفحہ 997 جزو 27

نمبر 4:- صحیح مسلم شریف مطبوعہ اصح المطابع دہلی صفحہ 347 جز 2

نمبر 5:- جامع ترمذی شریف مطبوعہ اصح المطابع لکھنو صفحہ 305 جلد 2

نمبر 6:- سنن ابوداؤد شریف مطبوعہ مجتبائی دہلی صفحہ 45 جلد 2

نمبر 7:- سنن ماجہ شریف مطبوعہ نظامی دہلی صفحہ 201

نمبر 8:- طحاوی شریف مطبوعہ جید برقی پریس دہلی صفحہ 425 جلد 2

نمبر 9:- سنن کبریٰ للبیہقی مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن ہند صفحہ

239-238 جلد 6

نمبر 10:- مستدرک حاکم مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن صفحہ 338 جز 4

نمبر 11:- تلخیص مستدرک للذہبی بر حاشیہ مسترک مطبوعہ دائرہ المعارف حیدر آباد دکن صفحہ 338

نمبر 12:- سنن دار قطنی از حاشیہ مسند امام اعظم ابو حنیفہ مطبوعہ اصح المطابع لکھنو صفحہ 232

نمبر 13:- سنن کبری للنسائی از حاشیہ مسند امام اعظم مطبوعہ اصح المطابع لکھنو صفحہ 232

نمبر 14:- جامع الصغیر للسیوطی مطبوعہ مصر صفحہ 305 جلد 2

نمبر 15:- معالم السنن شرح ابو داؤد (مطبوعہ مصر صفحہ 97 جلد 4

نمبر 16:- زرقانی شرح موطا امام مالک مطبوعہ مصر صفحہ 364 جلد 2

نمبر 17:- مرقات شرح مشکوۃ مطبوعہ مصر صفحہ 386 جلد 3

نمبر 18:- حاشیہ موطا امام مالک مطبوعہ جید برقی پریس دہلی صفحہ 219 جلد ۱

نمبر 19:- تفسیر کبیر مطبوعہ مصر صفحہ 155 جلد 3

نمبر 20:- تفسیر خازن مطبوعہ مصر صفحہ 408 جلد 1

نمبر 21:- تفسیر معالم التنزیل بغوی مطبوعہ مصر صفحہ 407 جلد 1

نمبر 22:- تفسیر روح المعانی مطبوعہ مصر صفحہ 45 جلد 6

نمبر 23:- تفسیر ابن کثیر مطبوعہ مصر صفحہ 594 جلد 1

نمبر 24:- احکام القرآن للجصاص الرازی مطبوعہ مصر صفحہ 112 جلد 2

نمبر 25:- تفسیرات احمدیہ مطبوعہ جید برقی پریس دہلی 189

نمبر 26:- کشف الغمہ عن جمیع الامتہ الامام عبدالوہاب الشعرانی مطبوعہ مصر صفحہ 38 جلد 2

نمبر 27:- مبسوط الشمس الائمہ سرخسی مطبوعہ مصر صفحہ 141 جلد 29

نمبر 28:- شریفیہ شرح سراجی مطبوعہ مجتبائی دہلی صفحہ 8

نمبر 29:- مجمع الانہر مطبوعہ مصر صفحہ 747 جلد 2

نمبر 30:- درالمنتقی مطبوعہ مصر صفحہ 747 جلد 2

نمبر 31:- عمدۃ القاری شرح بخاری مطبوعہ مصر صفحہ 97 جلد 11

نمبر 32:- فتح الباری شرح بخاری مطبوعہ مصر صفحہ 13 جلد 12 ودیگر شروح بخاری میں بھی بلکہ بے شمار کتب احادیث وفقہ میں اس حدیث شریف کو بیان کیا، اور اس پر اعتماد کیا۔ بطور نمونہ چند کتابوں کے نام پیش کر دیئے ہیں۔ صحابہ کرام و آئمہ محدثین و آئمہ مفسرین و آئمہ اصولیین وفقہا کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ سب نے اس حدیث شریف صحیح ہے کی تصدیق

کی ،(اور بطور ارسال بھی مروی ہے مگر مرسل اس صورت میں متصل پر محمول ہے، جیسا کہ عمدۃ القاری و فتح الباری شروح بخاری میں موجود ہے 12 منہ)، کو صحیح و معتبر مانا ہے۔اور بالاتفاق اس حدیث شریف سے کثرت سے مسائل کو ثابت کیا ہے، آئمہ اربعہ امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کے مقلدین سب نے اس پر اتفاق کیا، کہ بیٹے کی موجودگی میں پوتا پوتی محروم ہیں۔

صحیح بخاری شریف میں پوتے پوتی کی وراثت کے متعلق ترجمہ باب یوں لکھا باب میراث ابن الابن اذلم یکن له ابن ۔یعنی جب میت کا بیٹا نہ ہو تو میت کے پوتے کے وارث ہونے کا باب اس کے بعد حضرت زید بن ثابت کاتب وحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی۔ ولا یرث ولد الابن مع الابن ۔یعنی میت کے بیٹے کی موجودگی میں میت کا پوتا پوتی وارث نہیں پھر بخاری شریف میں اس مسئلہ کے ثبوت کے لئے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرفوع متصل حدیث مذکور نقل کی۔



عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے۔وھذاالذی قاله زید اجماع (عمدۃ القاری صفحہ 99 جلد 11)

یعنی حضرت زید صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو فرمایا ہے کہ بیٹے کی موجودگی میں میت کا پوتا پوتی محروم ہے، یہ صرف حضرت زید صحابی ہی کا قول نہیں۔ بلکہ تمام صحابہ کرام کا بلکہ سب مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری مطبوعہ مصر صفحہ 10 جلد 12 میں بھی اس مسئلہ پر اتفاق نقل کیا۔

نووی شرح مسلم: میں امام اجل محدث نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا۔ وقد اجمع المسلمون علیٰ ان مابقی بعد الفروض فهو للعصبات ويقدم الاقرب والاقرب فلا يرث عاصب بعيد مع وجود قريب (صفحہ 34 جلد 2) یعنی تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ جن ورثا کے حصے شرعاً معین ہیں ان کو شرعی حصے دینے کے بعد جو باقی رہے اس کے حق دار عصبات ہیں۔ تو زیادہ قریبی کو ترتیب وار مقدم کیا جائے گا۔ قریبی عصبہ کے ہوتے ہوئے عصبہ بعید کو وراثت نہیں ملے گی۔ یعنی بیٹا موجود ہے تو میت کا پوتا وارث نہ ہوگا۔

امام مالکؒ نے فرمایا الامر المجتمع عندنا والذی ادرکت عليه اهل العلم ببلدنا فی فرائض المواديث .........فان اجتمع الولد للصلب وولد الابن فكان فی الولد للصلب ذكرفانه لاميراثمعه لاحد من ولد الابن یعنی وراثتوں کے حصوں کے متعلق جس پر ہمارے نزدیک اتفاق ہے اور مدینہ طیبہ کے اہل علم کو بھی اس پر متفق پایا۔ اس میں سے ایک قانون یہ ہے کہ اگر میت کی اولاد میں بیٹا ہو اور میت کے بیٹے کی اولاد ہو تو میت کے لڑکے کی موجودگی میں میت کا پوتا پوتی وراثت سے محروم ہے۔ (موطاء امام مالک مطبوعہ جید برقی پریس دہلی

صفحہ 419 حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے بھی اس کی تصدیق فرمائی۔

مصفیٰ شرح موطا امام مالک میں شاہ ولی اللہ صاحب نے تحریر فرمایا۔اگر جمع شوند اولاد بے واسطہ با اولاد پسر و باشد درمیان اولاد بے واسطہ مردے پس حکم این است کہ میراث نیس باو ہیچ کس راز اولاد پسر، دیکھئے شاہ صاحب نے صاف فیصلہ نقل فرمادیا، کہ میت کا بیٹا ہو تو میت کے پوتے پوتی محروم ہیں۔

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب کشف الغمہ میں حضرت زید صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ اسلامی قانون نقل فرمایا، ولا یرث ولد ابن مع ابن ذکر (صفحہ 38 جلد 2) یعنی بیٹے کی موجودگی میں پوتے پوتی وارث نہیں۔

مبسوط میں ہے۔فان اجتمع اولاد الصلب واولاد الابن فان کان فی اولاد الصلب ذکر فلا شی لا ولاد الابن ذکور أ کانوا ا واناثا او مختلطین (صفحہ 141 جلد 29 مطبوعہ مصر) یعنی اگر میت کی اولاد بھی ہے اور میت کے بیٹے کی اولاد بھی ہے تو اگر میت کی اولاد میں کوئی لڑکا ہو تو میت کے پوتے پوتیاں سب محروم ہیں۔

شریفیہ شرح سراجی: مطبوعہ مجتبائی دہلی۔کما یحجب اولاد الابن بالابن کذالک یحجب اولاد العلات بالاخ لاب دام۔یعنی

جس طرح میت کے بیٹے کی موجودگی میں کے پوتے پوتیاں محروم ہیں۔ اسی طرح میت کے حقیقی بھائی کی موجودگی میں میت کے علاتی بھائی بہن محروم ہیں۔ کثرت سے کتب تفاسیر و احادیث وشروح وفقہ میں خصوصی طور پر یہ قانون بیان کیا گیا ہے کہ بیٹے کی موجودگی میں میت کا پوتا پوتی بہن بھائی بھتیجے ترکہ سے محروم ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ بیٹے اور پوتے وغیرہ کی وراثت کا مسئلہ کوئی نیا نہیں ہے، کہ آج اس کا کوئی حل سوچا جائے، بلکہ اس مسئلہ کا حل اور فیصلہ عہد رسالت سے ہی ہو چکا ہے، اس میں اختلاف کی ذرہ برابر بھی گنجائش نہیں ہے، پھر معلوم نہیں کہ جناب چیمہ صاحب اس فیصلہ کے ہونے کے باوجود کیوں اختلاف کر رہے ہیں۔ جناب چیمہ صاحب کی پیش کردہ ترمیم اسلامی قانون کے بالکل خلاف ہے، دوسرے لفظوں میں قرآن وحدیث کو اپنی رائے سے منسوخ کرنے کے مترادف ہے جس کی جرات مسلمان ہرگز نہیں کرسکتا۔

## پوتے پوتی کی وراثت کا قانون

جس طرح قرآن پاک میں صراحت کے ساتھ خصوصی طور پر ماں باپ، بیٹے، بیٹی، بھائی، بہن، خاوند، بیوی، کے ترکہ پانے کا ذکر ہے، اس

طرح خصوصی طور پر پوتے اور پوتی کے ترکہ پانے کا ذکر نہیں۔ہاں جب میت کا بیٹا نہ ہو تو میت کا پوتا بیٹے کے حکم میں ہے،میت کی بیٹی بیٹا نہ ہو تو پوتی میت کی بیٹی کے حکم میں ہے۔اس پر امت کا اجماع واتفاق ہے کہ میت کی اولاد میت کے لڑکے لڑکیاں ہیں اور میت کے پوتے پوتی میت کی اولاد نہیں بلکہ میت کی اولاد کی اولاد ہیں۔دوسرے لفظوں میں لڑکا لڑکی میت کی اولاد بلا واسطہ ہے،اور پوتا پوتی میت کی اولاد ہے مگر لڑکے کے واسطہ سے۔بیٹے اور پوتے میں عقلاً وشرعاً یہ فرق کرنا ضروری ہے،وراثت کا قانون بھی اس حقیقت پر مبنی ہے،لہٰذا اس ترمیمی بل میں بیٹے اور پوتے کو ترکہ کا برابر حصہ دینا خلاف شرع مطہر ہے اور خلاف عقل بھی ہے۔

نکتہ بطور مثال زید کے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہے،یہ آپس میں بہن بھائی ہیں۔پھر ان میں سے ہر ایک کی اولاد ہے،تو زید کے خاندان کی یہ تین شاخیں علیحدہ علیحدہ ہو گئیں۔ایک لڑکے کی اولاد ایک شاخ،دوسرے لڑکے کی اولاد دوسری شاخ۔لڑکی کی اولاد تیسری شاخ۔لڑکی کی اولاد کی نسبت لڑکی کے خاوند یعنی زید کے داماد کی طرف لڑکے کی اولاد کی نسبت لڑکے کی طرف،یہ تینوں شاخیں شرعاً مختلف۔اسی لئے زید کے لڑکے کی لڑکی کا نکاح زید کے دوسرے لڑکے کے لڑکے یعنی نواسے کے ساتھ زید کی پوتی کا نکاح جائز ہے،حالانکہ زید کے لڑکے اور لڑکی میں آپس میں نکاح شرعاً حرام ہے، تو غور کیجئے،کہ پوتے پوتی اور نواسے کے نکاح کے متعلق شرعی قانون اور ہے اور لڑکے لڑکی،بہن بھائی کے نکاح کے بارے میں شرعی قانون دوسرا،

وہ جائز ہے، اور یہ حرام۔ دوسرے لفظوں میں زید کا لڑکا زید کی لڑکی کے نکاح سے شرعاً محروم اور زید کا پوتا زید کی پوتی سے زید کا نواسہ زید کی پوتی سے نکاح کر سکتا ہے، محروم نہیں۔ لڑکے کا لڑکی کے نکاح سے محروم رہنا یہ شرعاً کوئی نقص کی چیز نہیں اور پوتے پوتی کا آپس میں نکاح جائز ہونا یہ بھی کوئی نقص نہیں۔ اسی طرح بیٹے کی موجودگی میں پوتے کا ترکہ سے محروم رہنا کوئی نقص وعیب کی بات نہیں۔ جیسے نکاح کے معاملہ میں لڑکے لڑکی کا درجہ اور ہے اور پوتے پوتی کا درجہ دوسرا ہے۔ اسی طرح وراثت کے قانون میں لڑکے اور پوتے کے درجہ میں فرق ہے یہ فرق کرنا ایک شرعی حقیقت ہے، جس پر عقل شاہد ہے، اور یہ حقیقت وراثت کے قانون اسلامی کی بنیاد ہے جس کو جناب چیمہ صاحب اپنے تخیل سے مٹانے کی کوشش میں ہیں اگر کوئی یہ کہے کہ لڑکا اور لڑکی ترکہ پاتے ہیں۔ اور لڑکے لڑکی کی موجودگی میں پوتا پوتی ترکہ کیوں نہیں پاتے۔ تو اس سے دریافت کرو، کہ پوتا پوتی آپس میں نکاح سے محروم نہیں۔ اور لڑکا لڑکی آپس میں نکاح سے کیوں محروم ہیں تو اس کے متعلق یہی جواب دیا جائے گا۔ کہ شرعی قانون سے لڑکے لڑکی کا نکاح ناجائز ہے، تو وراثت کے متعلق بھی یہی جواب ہے، کہ شرعی قانون سے بیٹے کی موجودگی میں پوتا پوتی ترکہ نہیں پاتے۔ شریعت کے قانون پر ہر مسئلہ کی انتہا ہے، مگر ترمیمی بل کی انتہا شرعی قانون پر نہیں بلکہ اس کا منشاء صرف تخیل ہے۔

جناب چیمہ صاحب قانون وراثت میں لڑکے لڑکی پوتے پوتی کو ایک درجہ میں تصور کر رہے ہیں، کیا چیمہ صاحب قانون نکاح میں پوتے پوتی کو

لڑکے لڑکی کے درجہ میں برابر تصور کریں گے، اور پوتے پوتی کے نکاح کو مثل لڑکے لڑکی کے نکاح کے حرام قرار دیں گے۔

## ﴿پوتے پوتی کی وراثت کی تشکیل﴾

1:- اگر میت کا بیٹا نہیں ہے اور میت کا پوتا، پوتی ہے تو اگر میت کے ورثاء میں سے اصحاب فرائض ہیں تو ان ورثاء کو پہلے ان کے شرعی حصے دیئے جائیں گے، اور جو باقی رہے گا۔ وہ پوتا پوتی پائیں گے۔ یعنی پوتے کا حصہ پوتی کے حصے سے دوگنا ہوگا۔ اور اگر میت کے اصحاب فرائض میں سے کوئی بھی نہیں تو میت کل ترکہ پوتے پوتی کو ملے گا۔

2:- میت کا پوتا ہے اور بھائی یا بھتیجا یا چچا کا لڑکا ہے تو اس صورت میں کل ترکہ صرف پوتے کو ملے گا، اور میت کا بھائی بھتیجا، چچا، چچا کا لڑکا سب محروم ہیں۔

3:- اگر میت کے ورثاء میں سے لڑکا لڑکی نہیں ہے، بلکہ پوتی ہے، تو پوتی کے لئے شرعاً کل ترکہ کا نصف حصہ مقرر ہے،

4:- اگر میت کی دو یا دو سے زیادہ پوتیاں ہیں، اور میت کے لڑکا لڑکی نہیں تو ان کے لئے شرعاً کل ترکہ کا دو تہائی حصہ مقرر ہے۔

5:- اگر میت کے ورثاء میں سے ایک لڑکی ہے اور پوتی بھی ہے، تو لڑکی کو کل ترکہ کا نصف 1/2 حصہ ملتا ہے۔ اور پوتی کو ترکہ کا چھٹا حصہ ملتا ہے، یعنی 1/6،

6:- اگر میت کے ورثاء میں سے دو لڑکیاں ہیں اور پوتی ہے، تو دو لڑکیوں کو

دو تہائی حصہ ملے گا۔ اور پوتی محروم ہوگی، ہاں اگر پوتی کے ساتھ پوتا بھی ہے یا پوتی کے درجہ سے نیچے پوتا ہے، تو پوتا پوتی مل کر عصبہ ہو جائیں گے۔ اور جوترکہ اصحاب فرائض کو دینے کے بعد باقی رہے گا۔ پوتا پوتی اس کے حق دار ہیں، پوتے کو پوتی سے دوگنا ملے گا۔

7:- اگر میت لڑکا موجود ہو تو میت کے پوتے پوتیاں سب محروم ہیں۔

## بہن بھائی کے ترکہ پانے کا بیان

1:- اگر میت کے اصول وفروع ، یعنی باپ دادا، لڑکا، لڑکی۔ پوتا پوتی نہ ہوں اور میت کی ایک بہن ہو تو شرعاً اس کے لیے ترکہ کا نصف حصہ مقرر ہے،

2:- اور اگر دو یا دو سے زیادہ بہنیں ہوں تو ان کے لئے ترکہ کا دو تہائی حصہ مقرر ہے،

3:- اور اگر بہن کے ساتھ بھائی بھی ہے، تو بہن عصبہ ہو جائے گی، اور اصحاب فرائض کو دینے کے بعد جو باقی رہے گا، وہ بہن بھائی میں تقسیم ہوگا۔ بھائی کو بہن سے دوگنا ملے گا۔

4:- اگر میت کی بیٹی یا پوتی ہے تو بہن کے لئے کوئی حصہ مقرر نہیں، بلکہ بہن عصبہ ہے اصحاب فرائض کے بعد جو باقی رہے، وہ بہن کو ملے گا۔

5:- میت کا باپ یا دادا موجود ہو یا میت کا بیٹا یا پوتا موجود ہو تو میت کے بھائی بہن ترکہ سے محروم ہیں۔

6:- میت کا بھائی موجود ہے اور میت کا بھتیجا یا میت کا چچا یا چچا کا لڑکا

موجود ہے تو میت کا ترکہ اس صورت میں صرف میت کے بھائی کو ملے گا۔ کیونکہ وہ عصبہ اقرب ہے، اور میت کا بھتیجا اور میت کا چچا اور چچا کا لڑکا محروم ہیں، کیونکہ یہ میت کے عصبہ ابعد ہیں، اور عصبہ اقرب کی موجودگی میں عصبہ ابعد کا محروم ہونا اسلامی قانون ہے، یہ حقیقی بہن بھائی کے ترکہ کی تشکیل ہے، علاتی بہن، بھائی کو اور اخیافی بہن بھائی کو بھی حسب قانون اسلامی ترکہ ملتا ہے، جس کی تفصیل کتب فرائض میں ہے، طوالت کے خوف سے یہاں بیان نہیں کی۔

برادران اسلام ذرا غور کیجئے کہ وراثت کے متعلق اسلامی قانون نے پوتے پوتی کو مطلقاً محروم نہیں کیا۔ بلکہ قرآن وحدیث کی بیان کردہ ترتیب سے شرعاً ان کو ترکہ ملتا ہے، مگر جناب چیمہ صاحب قرآن و حدیث کے قانون کی ترمیم کرنا چاہتے ہیں، اور یہ چاہتے ہیں کہ میری رائے کے مطابق وراثت کا قانون چلے اور جو اسلامی قانون آج تک مسلمانوں میں جاری ہے، وہ بند ہو جائے، والعیاذ باللہ من ذلک۔

## قرآن وحدیث کا قانون متعلق وراثت

## اور ترمیمی بل کی دفعہ 2 الف کی حقیقت

اب وراثت کے چند مسائل بیان کئے جاتے ہیں، جس سے یہ واضح ہو جائے گا، کہ اسلامی قانون سے وارث کو کیا ملتا ہے، اور جناب چیمہ صاحب قانون اسلام کی مخالفت کر کے وارث کو کیا دلا رہے ہیں۔

1:- ایک شخص کا انتقال ہوا، اس نے ایک لڑکا اور ایک پوتی چھوڑی۔
تو اسلامی قانون کے مطابق اس صورت میں کل ترکہ لڑکے کو ملتا ہے، اور پوتی محروم ہے،

مسئلہ نمبر 1

(لڑکا.........................پوتی)

1 محروم

چیمہ صاحب چونکہ پوتی کے مردہ باپ کو زندہ تصور کرتے ہیں، تو گویا میت کے انتقال کے وقت محروم دو بیٹے ہیں، لہٰذا ایک بیٹے کو آدھا ملے گا، اور مردہ بیٹے کو بھی آدھا ملے گا اور وہ آدھا ترکہ اس کی لڑکی یعنی میت کی پوتی پائے گی۔

مسئلہ نمبر 2

(لڑکا.....................پوتی)

1 1

قرآن پاک نے تو لڑکے کو لڑکی سے دوگنا ترکہ دیا، مگر چیمہ صاحب ہیں کہ لڑکے کو پوتی کے برابر وراثت کا حصہ دلا رہے ہیں، جو کہ قرآن پاک کے خلاف ہے، چیمہ صاحب نے بڑی بہادری کی کہ قرآن نے تو لڑکی کو لڑکے کے حصہ سے آدھا دلوایا تھا۔ اور چیمہ صاحب میت کی پوتی کو لڑکے کے برابر دلا رہے ہیں، یعنی پوتی کا حصہ ترکہ میں چیمہ صاحب کے نزدیک لڑکی سے بھی دوگنا ہے، کتنا صریح ظلم ہے۔

## میت نے ایک لڑکا اور ایک نواسہ یعنی لڑکی کا لڑکا چھوڑا

2:- اسلامی قانون کے مطابق میت کے لڑکے کو کل ترکہ ملتا ہے، اور نواسا محروم ہے، کیونکہ لڑکا قریبی عصبہ ہے، اور نواسہ ذوی الارحام میں سے ہے، اور عصبہ کی موجودگی میں ذوی الارحام کو ترکہ نہیں ملتا،

مسئلہ نمبر 1

(لڑکا ......................... نواسا)

| | |
|---|---|
| 1 | محروم |

چیمہ صاحب کی رائے کے مطابق میت کی مردہ لڑکی کو زندہ تصور کیا جائے گا، تو ترکہ میں سے لڑکے کو دوگنا اور لڑکی کو اس سے آدھا ملے گا۔ یعنی لڑکے کو کل ترکہ کا 2/3 اور لڑکی کو 1/3 اور لڑکی کا یہ ترکہ 1/3 لڑکی کا لڑکا یعنی نواسا پائے گا۔

مسئلہ نمبر 3

(لڑکا ......................... نواسا)

| | |
|---|---|
| 2 | 1 |

حالانکہ اسلامی قانون کے مطابق لڑکے کی موجودگی میں نواسا محروم ہے، کیونکہ نواسا ذوی الارحام میں سے ہے، اور عصبہ کو موجودگی میں ذوی الارحام محروم ہیں، کتنا صریح ظلم ہے، کہ لڑکے کے شرعی حصہ سے کم کر کے

نواسے کوزبردستی حصہ دلایا جارہا ہے، اورنواسے کوذوی الارحام سے نکال کر اصحاب فرائض میں داخل کیا جارہا ہے،

## ﴿میت نے ایک لڑکا اور ایک پوتا چھوڑا﴾

3:- اسلامی قانون کے مطابق کل ترکہ بیٹے کو ملے گا۔ اور پوتا محروم ہے۔

مسئلہ نمبر

(لڑکا.......................نواسا)

1 محروم

چیمہ صاحب کی رائے کے مطابق پوتے کے مردہ باپ کو زندہ تصور کیا۔ تو میت کے دولڑکے ہوئے تو آدھا ترکہ ہرایک کو ملے گا۔ مردہ بیٹے نے جو آدھا لیا، وہ اس کے لڑکے یعنی میت کے پوتے نے لے لیا۔

مسئلہ نمبر 2

(لڑکا.......................پوتا)

1 1

اسلامی قانون تو اس صورت میں بیٹے کو پوراترکہ دلاتا ہے۔

مگر چیمہ صاحب اس کا آدھا ترکہ چھین کر پوتے کو دلارہے ہیں۔ یہ ظلم نہیں تو اور کیا ہے، حدیث شریف میں تو صراحۃً فرمایا کہ قریب تر مرد کو دیا جائیگا۔ مگر چیمہ صاحب کھلم کھلا حدیث شریف کی مخالفت کررہے ہیں۔ اور قریب وبعید کا امتیاز اٹھارہے ہیں۔

## میت نے ایک لڑکی ایک نواسا اور ایک بھائی چھوڑا

4:- اسلامی قانون سے تو کل ترکہ کا آدھا حصہ لڑکی کو ملتا ہے، اور باقی آدھا عصبہ ہونے کی حیثیت سے بھائی کو ملتا ہے اور نواسا محروم ہے،

مسئلہ 2

| (لڑکی) | (نواسا) | (بھائی) |
|---|---|---|
| 1 | محروم | 1 |

جناب چیمہ صاحب کی رائے کے مطابق مردہ بیٹی کو زندہ تصور کیا جائیگا لہٰذا میت کی دو لڑکیاں ہوئیں۔ اور ایک بھائی، اور دو لڑکیوں کو دو تہائی ملا یعنی 2/3 اور باقی ایک تہائی 1/3 بھائی کو ملا۔ اور مردہ لڑکی کو جو ایک تہائی ملا وہ چیمہ صاحب کے نزدیک اس کے لڑکے یعنی میت نے لے لیا۔

مسئلہ 3

| (لڑکی) | (نواسا) | (بھائی) |
|---|---|---|
| 1 | 1 | 1 |



قرآن پاک کا تو صریح ارشاد ہے، وان کانت واحدة فلها النصف (سورۃ النساء رکوع 2 پارہ 4) یعنی اگر میت کی ایک لڑکی ہو تو اس کو کل ترکہ کا آدھا ملتا ہے، مگر جناب چیمہ صاحب قرآن پاک کے قانون کی صریح مخالفت کر رہے ہیں۔ ایک لڑکی کو آدھے حصے کی بجائے تہائی حصہ دلا رہے ہیں۔ کیا یہ قرآن کی صریح مخالفت نہیں نواسا ذوی الارحام میں ہے، اور چیمہ صاحب اس کو زبردستی اصحاب فرائض میں داخل کر رہے ہیں۔

## میت نے ایک بہن، ایک بھتیجی اور ایک چچا کو چھوڑا

5:- اسلامی قانون کے مطابق آدھا ترکہ 1/2 بہن کو ملے گا۔ اور آدھا ترکہ 1/2 چچا کو ملے گا۔ اور بھتیجی محروم ہے۔

مسئلہ 2

| (چچا) | (بھتیجی) | (بہن) |
|---|---|---|
| 1 | محروم | 1 |

مگر جناب چیمہ صاحب کی رائے کے مطابق میت کا بھائی زندہ تصور کیا جائے گا۔ تو بہن کو تہائی ترکہ 1/3 ملے گا، اور بھائی کو دو تہائی 2/3 اور چچا محروم۔

مسئلہ 3

| (چچا) | (بھتیجی) | (بہن) |
|---|---|---|
| محروم | 2 | 1 |



حالانکہ قرآن پاک میں فرمایا۔ ان امرؤھلك لیس لہ ولد ولہ اخت فلھا نصف ماترك ۔ کہ بہن کے لئے کل ترکہ کا نصف حصہ ہے، مگر چیمہ صاحب قرآن پاک کی اس آیت کی کھلی مخالفت کر رہے ہیں۔ بہن کو بجائے آدھے ترکہ کے تہائی ترکہ دلا رہے ہیں۔ اور بھتیجی جو محروم ہے، اس کو بہن سے دوگنا دلا رہے ہیں۔ یہ ہے چیمہ صاحب کی ترمیم کی باطل حقیقت۔ حدیث شریف تو چچا کو اس صورت میں باقی ترکہ دلائے اور بھتیجی کو محروم بتائے مگر چیمہ صاحب حدیث کی صریح مخالفت کر رہے ہیں۔

جس کو حدیث نے ترکہ سے محروم بتایا۔ اس کو چیمہ صاحب ترکہ دلا رہے ہیں۔ اور جس کو حدیث کی رو سے ترکہ ملتا ہے، اس کو چیمہ صاحب محروم ٹھہرا رہے ہیں۔ اس ظلم کی کوئی حد بھی ہے۔

## 6 ﴿ میت نے دو بہنیں ایک بہن کی لڑکی ﴾

## ﴿ یعنی بھانجی اور ایک چچا چھوڑا ﴾

اسلامی قانون کے مطابق دو بہنوں کی دو تہائی 2/3 اور باقی ترکہ 1/3 چچا کو اور بھانجی محروم ہے،

مسئلہ 3

| (دو بہنیں) | (بھانجی) | (چچا) |
|---|---|---|
| 2 | محروم | 1 |

چیمہ صاحب کی رائے کے مطابق اس میت کی مردہ بہن کو زندہ تصور کیا جائے گا۔ تو اس صورت میں ترکہ کے نو حصے ہوں گے۔ ان میں سے دو دو حصے ہر ایک بہن کو ملیں گے۔ اور دو حصے مردہ بہن کی لڑکی کو یعنی میت کی بھانجی کو ملیں گے اور تین حصے چچا کو ملیں گے۔

مسئلہ 9

| (دو بہنیں) | (بھانجی) | (چچا) |
|---|---|---|
| 1 | 2 | 3 |

حالانکہ قرآن پاک میں فرمایا۔ فان کانتا اثنتین فلھما

الثلثان مما ترک۔ کہ میت کی دو بہنیں ہوں تو ان کو دو تہائی ترکہ ملتا ہے۔ مگر چیمہ صاحب دو بہنوں کو دو تہائی سے کم دلا رہے ہیں، یعنی نو حصوں میں سے چار حصے، حالانکہ قرآن پاک کے مطابق ان دو بہنوں کو نو حصوں میں سے دو تہائی یعنی چھ حصے ملتے ہیں۔ چیمہ صاحب کی اس ترمیم میں قرآن پاک کی صریح مخالفت ہے، بھانجی جو ذوی الارحام میں سے ہے، چیمہ صاحب اس کو زبردستی اصحاب فرائض میں داخل کر رہے ہیں۔

## 7 ﴿میت نے ایک بھائی اور ایک بھتیجا چھوڑا﴾

اسلامی قانون کے مطابق بھائی چونکہ میت کا زیادہ قریبی عصبہ ہے، لہٰذا اس کو کل ترکہ ملے گا۔ اور بھتیجا عصبہ ہے۔ لہٰذا اس کو کل ترکہ ملے گا۔ اور بھتیجا عصبہ بعید ہے، لہٰذا وہ اس صورت میں ترکہ سے محروم ہے،

مسئلہ 1

(بھائی)..................(بھتیجا)

1 محروم

چیمہ صاحب کی رائے کے مطابق بھتیجے کے باپ کو زندہ تصور کیا جائیگا۔ لہٰذا آدھا ترکہ بھائی کو ملے گا۔ اور آدھا بھتیجے کو۔ حدیث شریف میں تو فرمایا۔ کہ زیادہ قریبی عصبہ کو دو مگر چیمہ صاحب حدیث کی مخالفت کر کے عصبہ قریب کا ترکہ چھین کر عصبہ بعید کو بھی دلا رہے ہیں۔ حدیث کی کتنی کھلی مخالفت ہے، مولیٰ عزوجل ہدیت دے۔

## میت نے ایک بھائی اور بھانجہ چھوڑا

8:- اسلامی قانون کے مطابق بھائی چونکہ عصبہ ہے۔ لہٰذا وہ کل ترکہ پائے گا۔ اور بھانجہ ذوی الارحام میں سے ہے۔ لہٰذا وہ اس صورت میں محروم ہے،

مسئلہ 1

(بھائی.....................، بھانجہ)

1 محروم

چیمہ صاحب کی رائے کے مطابق مردہ بہن کو زندہ تصور کیا جائے گا۔ لہٰذا بھائی کو بہن سے دوگنا ملے گا۔ یعنی بھائی کو دو تہائی 2/3 اور بہن کو تہائی 1/3 ملے گا۔ اور بہن کا ترکہ 1/3 اس کا لڑکا یعنی میت کا بھانجہ پائے گا۔

مسئلہ 3

(بھائی.....................، بھانجہ)

2 1

حدیث کی رو سے تو ترکہ صرف بھائی کو ملتا ہے، اور بھانجہ محروم ہے، مگر چیمہ صاحب بھائی کے ترکہ سے کمی کر کے زبردستی ایک تہائی بھانجے کو اپنی ناجائز ترمیم سے دلا رہے ہیں۔ اور بھانجے کو ذوی الارحام سے نکال کر عصبات کی جماعت میں شامل کر رہے ہیں، چیمہ صاحب کی ترمیم کیا ہے۔ قرآن وحدیث کی مخالفت کا کھلا ہوا دفتر ہے۔

## 9 میت نے ایک بھائی، ایک بہن اور ایک بہن کا لڑکا یعنی بھانجہ چھوڑا

اسلامی قانون کے مطابق بھائی کو دوتہائی 2/3 اور بہن 1/3 ملتا ہے۔
اور بھانجہ چونکہ ذوی الارحام میں سے ہے۔لہٰذا عصبہ کی موجودگی میں محروم ہے۔

مسئلہ 3

(بھائی............،بہن............،بھانجہ)

2 3 محروم

چیمہ صاحب کی رائے کے مطابق میت کی مردہ بہن کو زندہ تصور کیا جائے گا۔لہٰذا میت کا ترکہ چار حصوں میں تقسیم ہوگا۔آدھا 1/2 میت کے بھائی کو ملے گا۔اور ایک ایک چوتھائی 1/4 ہر ایک بہن کو ملے گا۔اور ایک چوتھائی 1/4 مردہ بہن کا لڑکا یعنی میت کا بھانجہ پائے گا۔

مسئلہ 4

(بھائی............،بہن............،بھانجہ)

2 1 1

حالانکہ قرآن پاک میں فرمایا۔وان کانوا اخوۃ مرجالاً ونساء فللذ اکر مثل حظ الانثیین ۔یعنی اگر میت کے بہن بھائی ہوں،تو بھائی کو بہن سے دوگنا ملے گا مگر چیمہ صاحب قرآن پاک کی اس آیت کی صریح مخالفت کر رہے ہیں۔

بہن بھائی کے حصہ سے غصب کر کے اسلامی قانون کے خلاف بھانجہ کو دلا رہے ہیں۔اور بھانجہ کو ذوی الارحام کی جماعت سے نکال کر عصبات کے حلقہ میں شامل کر رہے ہیں۔نہ معلوم چیمہ صاحب کی یہ ناجائز ترمیم قرآن و حدیث کی مخالفت میں کیا کیا رنگ لائے گی۔

## میت نے ایک چچا اور ایک چچا کی بیٹی کو چھوڑا

10:- اسلامی قانون کے مطابق اس صورت میں کل ترکہ چچا کو ملتا ہے، کیونکہ وہ میت کا عصبہ ہے۔اور چچا کی بیٹی ذوی الارحام میں سے ہے۔اور عصبہ کے ہوتے ہوئے ذوی الارحام محروم ہیں۔اور چیمہ صاحب کی رائے کے مطابق میت کے مردہ چچا کو زندہ تصور کیا جائے گا۔لہٰذا میت کا آدھا ترکہ اس کے چچا کو ملے گا اور باقی آدھا ترکہ چچا کی لڑکی کو، چچا کی لڑکی اس کے باپ کا حصہ ملے گا،شرعاً ذوی الارحام میں سے ہے۔

مسئلہ 1

(چچا..........................،چچا کی بیٹی)

| | |
|---|---|
| 1 | محروم |

مگر چیمہ صاحب کی رائے کے مطابق وہ عصبات کے حکم میں شامل ہے، جو کسی طرح شرعاً جائز نہیں۔اس طرح کثرت سے مسائل ہیں کہ جن میں ترمیمی بل کے مطابق فیصلہ کرنے سے قرآن و حدیث کے قانون و فیصلہ کی صریح مخالفت ہوتی ہے۔

مسئلہ 2

(چچا ........................، چچا کی بیٹی)

1 1

## اس تفصیل کی اجمالی تعبیر

| قرآن وحدیث کا فیصلہ | ترمیمی بل کا فیصلہ |
|---|---|
| 1: قرآن پاک میں ہے کہ اگر لڑکی ہو تو اس کو کل ترکہ کا نصف ملتا ہے۔ (سورہ نساء رکوع ۲ پارہ ۴) | 1: ترمیمی بل کی رو سے لڑکی کو نصف ترکہ کی بجائے تہائی 1/3 ملتا ہے۔ (ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر 4) |
| 2: قرآن پاک میں میت کی دو بہنیں ہوں تو میت کے ترکہ سے ان کو دو تہائی 2/3 ملتا ہے۔ (سورہ النساء رکوع آخری) | 2: ترمیمی بل کی رو سے دو بہنوں کو ترکہ دو تہائی 2/3 سے کم ملتا ہے۔ (ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر 6) |
| 3: قرآن پاک میں ہے، کہ میت کی اولاد میں سے کوئی نہ ہو تو ایک بہن کو وراثت کا آدھا حصہ ملتا ہے۔ (سورہ نساء رکوع آخری) | 3: اس بل کے مطابق بہن کو آدھے 1/2 ترکہ کی بجائے تہائی 1/3 ملتا ہے۔ (ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر 5) |
| 4: حدیث شریف کی رو سے میت کے لڑکے کی موجودگی میں پوتا، پوتی، | 4: ترمیمی بل کی رو سے میت کے لڑکے کی موجودگی میں میت کا پوتا پوتی، |

| ترمیمی بل کا فیصلہ | قرآن وحدیث کا فیصلہ |
|---|---|
| نواسا، نواسی محروم نہیں ملاحظہ ہو۔ (مسئلہ نمبر 3,2,1) | نواسے، نواسی ترکہ سے محروم ہیں۔ |
| 5: ترمیمی بل کی رو سے میت کے بھائی کی موجودگی میں میت کا بھتیجا، بھانجہ، بھانجی، محروم نہیں ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر 9,8,7 | 5: حدیث شریف کی رو سے میت کے بھائی کی موجودگی میں میت کا بھتیجا، میت کا بھانجہ، بھانجی محروم ہیں۔ |
| 6: ترمیمی بل کی رو سے میت کے چچا کی موجودگی میں چچا کی لڑکی محروم نہیں | 6: حدیث شریف کی رو سے میت کے چچا کی موجودگی میں چچا کی لڑکی محروم ہے۔ |

خلاصہ یہ ہے :- کہ وراثت کے شرعی اسلامی قانون میں اس ترمیم کی تجویز سے قرآن وحدیث میں تغیر وتبدل لازم آتا ہے۔ جو کسی طرح درست نہیں۔ قرآن پاک ایک کامل ومکمل واکمل کتاب ہے قرآن پاک میں فرمایا، الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ۔ اور حدیث شریف قرآن پاک کی تفسیر ہے، تو اس ترمیم کو جائز رکھنے کا مطلب یہ ہوا کہ معاذ اللہ قرآن پاک مکمل کتاب نہیں اور دین اسلام مکمل دین نہیں۔ قرآن پاک و دین اسلام کے قانون وراثت میں گویا کمی تھی۔ اور آج چیمہ صاحب نے اس ترمیم سے اس کمی کو پورا کیا۔

والعیاذ باللہ من ذلک۔ ترمیمی بل میں وراثت کے متعلق قدیم اسلامی قانون کے بارے میں یوں کہنا، کہ روح اسلام کے مطابق نہیں۔ سراسر غلط ہے۔ اور شریعت کی مخالفت میں سخت جرات وجسارت ہے۔

## ﴿وراثت کے متعلق قدیمی اسلامی قانون مروج﴾
## ﴿روح اسلام کے عین مطابق ہے، مگر﴾
## ﴿چیمہ صاحب کی پیش کردہ ترمیم روح اسلام کے﴾
## ﴿سراسر مخالف ہے﴾

اس مضمون کو سمجھنے کے لئے پہلے یہ جاننا ضروری ہے، کہ روح اسلام کیا ہے۔ روح اسلام قرآن پاک ہے۔ روح اسلام پیغمبر اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ہیں۔ قرآن پاک روح اسلام ہے، یہ قرآن پاک سے ثابت ہے قرآن پاک میں ہے۔



آیت نمبر 1: كذالك اوحينا اليك روحامن امرنا۔

آیت نمبر 2: ينزل الملئكه بالروح من امره۔

تفسیر کبیر مطبوعہ مصر صفحہ 435 جلد 5، میں امام رازی نے یہ فرمایا کہ ان دونوں آیتوں میں روح سے مراد قرآن پاک ہے۔ ظاہر ہے کہ روح سے شے کی زندگی ہے، قرآن پاک سے اسلام زندہ ہے، لہٰذا قرآن پاک روح اسلام ہے، اور دین اسلام اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول دین ہے۔ ان الدين عندالله الاسلام ۔اور دین اسلام کے غلبہ کے لئے اور دین

اسلام کو پھیلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ اوران پر قرآن پاک نازل فرمایا۔ قرآن پاک میں ہے، ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ اس آیت پاک سے معلوم ہوا۔ کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام روح اسلام ہیں۔ اسی لئے ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسماء طیبہ میں سے ایک پیارا نام روح الحق ہے۔ (مطالع المسرات شرح دلائل الخزن صفحہ نمبر 125) حق سے مراد دین وایمان بھی ہے، تو روح الحق کے معنی ہوئے روح دین۔ روح ایمان۔ بیشک ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام دین اسلام کی روح ہیں، ایمان کی روح ہیں۔ جب واضح ہوگیا، کہ روح اسلام قرآن پاک اور روح اسلام حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، تو جو قانون قرآن وحدیث کے مطابق ہے، وہ قانون روح اسلام کے مطابق ہے، اور جو قانون قرآن وحدیث کے مخالف ہے، وہ قانون روح اسلام کے مخالف ہے۔ اس سے قبل نہایت وضاحت کے ساتھ کئی مثالیں دے کر ظاہر کر دیا، کہ وراثت کے متعلق چیمہ صاحب کی تجویز کردہ ترمیم یقیناً قرآن وحدیث کے مخالف ہے۔ لہٰذا واضح ہوگیا۔ کہ درحقیقت یہ پیش کردہ ترمیم ہی روح اسلام کے مخالف ہے نہ کہ اسلامی قانون جو کہ قدیم سے مروج ہے، کیونکہ وہ روح اسلام کے عین مطابق ہے

ترمیمی بل کی یہ عبارت ہے۔ ''پہلے فوت شدہ لڑکے یا لڑکی، بھائی بہن کی اولاد متوفی کا ترکہ نہیں پاتی، قانون شریعت میں ایسی کوئی صریح بندش نہیں جو

کہ اولاد کو ترکہ پانے سے روکے۔"

ترمیمی بل کی یہ عبارت سراسر واقع کے خلاف ہے، قرآن و حدیث سے تحریر مذکور میں ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ اس کی صریح بندش ہے۔ بیٹے کی موجودگی میں پوتا، پوتی کو ترکہ دینے کی بندش حدیث سے صراحۃً ثابت ہے۔ اور قرآن پاک میں ورثاء کے جو حصے مقرر کیے ہیں۔ اس تجویز کردہ ترمیم کے پیش نظر ان مقرر شدہ حصوں میں تغیر و تبدل لازم آتا ہے۔ جو قرآن پاک کے صریح مخالف ہے۔ اسلامی قانون کے مطابق اور چیمہ صاحب کی رائے کے مطابق اس عنوان میں جو مثالیں بیان کی ہیں، ان مثالوں سے یہ بات روشن ہے کہ چیمہ صاحب کی ترمیم قرآن و حدیث کے سراسر مخالف ہے۔

ترمیمی بل کی اس عبارت "اس قانون کا موجودہ تخیل پہلے فوت ہونے والے لڑکے لڑکی بھائی، بہن کے بچوں کو زندگی تباہ حال بنا دینا ہے۔ قانون کو اسلامی روح کے مطابق بنانے کے لیے متذکرہ بالا ترمیم کی گئی ہے" میں دین اسلام کے متعلق سخت تنقیص کی گئی ہے، معاذ اللہ، گویا چیمہ صاحب کے نزدیک آج تک جو وراثت کے متعلق اسلامی قانون رائج رہا وہ نامکمل تھا۔ اور ترکہ نہ پانے والے بچوں کی زندگی کو تباہ کرنے والا تھا۔ آج تک کسی نے بھی ایسے بچوں کو زندگی کی تباہی سے نہیں نکالا۔ نہ حضور نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے نہ خلفاء راشدین حضرت صدیق اکبر، حضرت عمر فاروق اعظم۔ حضرت عثمان غنی۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے اور نہ فقہا

کرام نے اور نہ اولیاء کاملین نے نہ مبلغین اسلام نے نہ سلاطین اسلام نے اور نہ آج تک کسی مسلمان نے مگر اس چودھویں صدی میں جناب چیمہ صاحب ان بچوں کی زندگی کو تباہی سے بچائیں گے۔ چیمہ صاحب کے نزدیک قرآن وحدیث نے تو تباہی سے نہیں بچایا۔اور خود چیمہ صاحب اس ترمیم سے مذکور بچوں کی زندگی کو تباہی سے بچانے کے لئے اٹھے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

چیمہ صاحب خود جو ترمیم پیش کر رہے ہیں۔اس ترمیم کا ثبوت ان کے پاس نہ قرآن پاک میں ہے، اور نہ حدیث پاک میں ہے، نہ روایات وآثار میں ہے، نہ کتب فقہ میں ہے، صرف چیمہ صاحب نے اپنے تخیل وتوہم کی من گھڑت ترمیم پیش کی ہے، اور آج تو زمانہ ایسا نازک ہے کہ کوئی جھوٹ سے جھوٹ بات کہہ دے، قرآن وحدیث کی مخالفت کرے خواہ کوئی پیدا ہو کر آج رب ہونے کا دعویٰ کرے، یا نبی ہونے کا دعویٰ کرے، تو بہت سے لوگ ماننے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ ہمارے نزدیک اس ترمیم کی شرعاً کوئی حقیقت نہیں، دین اسلام میں اس کا کوئی وزن نہیں۔ صرف یہ ایک فرضی جعلی ترمیم ہے۔

## ترمیمی بل کی نئی دفعہ 2 الف

اگر کسی بیٹے یا بیٹی، بھائی یا بہن کی موت ایسے وقت واقع ہو جائے، جبکہ وہ شخص زندہ ہو جس کا ترکہ اسے ملنا ہے، تو ان کے ورثاء کو ترکہ ایسے ہی ملے گا۔ گویا کہ بوقت کھلنے ترکہ وہ ابھی زندہ تھے۔ یعنی یہ تصور کیا جائے گا کہ

وہ جس کا ترکہ تقسیم ہونا ہے، اس کے بعد فوت ہوئے ہیں۔

یہ عجیب تخیل ہے، کہ مردہ کو زندہ تصور کرو، اور زندہ کو مردہ یہ بھی کوئی اسلامی بات ہے، اسلام تو ایک حقیقت ہے، اسلام ایک تخیل، وتو ہم کا نام نہیں، بلکہ اسلام کے قوانین وضوابط وفروع سب حقیقت پر مبنی ہیں۔ مگر جناب چیمہ صاحب ہیں، کہ اپنے تخیل وتو ہم کو قانون اسلام کی بنیاد سمجھ رہے ہیں۔ چیمہ صاحب کی یہ ترمیم صرف خیالی بناوٹ ہے۔ جس کا قانون اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اسلام ایسے خیالی اور جعلی تخیل سے پاک ہے۔ یہ کتنا ظلم ہے کہ قرآن وحدیث سے جو اسلامی قانون نکلا ہو، ابتداء اسلام سے اب تک جاری ہو اور حقیقت نفس الامری ہو۔ اس کو ترمیمی بل میں تخیل بتا کر مٹانے کی کوشش کی جائے۔ یعنی جس قانون کی بنیاد قرآن وحدیث پر ہو وہ قانون تو نہ رہے۔ مگر چیمہ صاحب جو صرف خیالی دنیا میں ایک تخیل گڑھ لیں، اس کو مسلمانوں میں جاری کیا جائے، یہ بھی کوئی انصاف ہے، کل کو اگر کوئی ترمیمی بل کو دیکھ کر یہ کہے کہ جس عورت کا شوہر زندہ ہے اس کو مردہ تصور کر لیا جائے۔ لہٰذا اس صورت میں اس کی منکوحہ عورت کا نکاح دوسرے سے جائز ہے، اور جس بیوہ کا خاوند مر چکا ہے۔ تو تصور کر لیا جائے کہ اس کا خاوند زندہ ہے، لہٰذا اس بیوہ عورت کا بعد عدت کے بھی نکاح کبھی جائز نہیں، تو نکاح کے مسائل کے متعلق یہ ترمیمی بل پیش کرے، تو جناب چیمہ صاحب اس کا کیا جواب دیں گے۔ جس قانون سے چیمہ صاحب نکاح کے متعلق اس ترمیم کا جواب دیں گے۔ اسی قانون سے چیمہ صاحب وراثت کے

متعلق اپنی پیش کردہ ترمیم کا جواب تصور کریں۔ ہمارے نزدیک تو اس کا جواب سہل ہے، وہ یہ ہے کہ منکوحہ کا نکاح شرعی قانون سے دوسرے سے نہیں ہوسکتا، اسی طرح بیوہ کا نکاح عدت کے بعد شرعی قانون سے جائز ہے، یوں ہی شرعی قانون سے بیٹے کی موجودگی میں پوتے پوتی کو وراثت کا حق نہیں پہنچتا۔ اس میں اعتراض کی کوئی بات ہی نہیں۔ شرعی قانون کے آگے ہر مسلمان کو سرِ تسلیم خم کرنا ضروری ہے۔

## چیمہ صاحب کی ترمیم چونکہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے، لہٰذا چیمہ صاحب پر شرعاً لازم ہے

کہ اپنی ترمیم واپس لے لیں، اور قرآن حدیث کے قانون کو تسلیم کریں۔ یوں ہی حکام ورعایا سب مسلمانوں پر لازم ہے، کہ اسلامی قانون کے مطابق چلیں اسی میں سعادت ہے، وما علینا الا البلاغ۔

**چیمہ صاحب سے گزارش:** کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ قرآن پاک میں یا حدیث شریف میں یا کتب فقہ میں آپ کی اس تجویز کردہ ترمیم کا کوئی ثبوت ہے، ہے تو کہاں، نہیں تو آپ اسلامی قانون کی مخالفت کیوں کرتے ہیں، عہد رسالت سے لے کر کیا آج تک کسی صحابی یا تابعی یا مجتہد یا ولی یا کسی مسلمان نے قانون وراثت کے متعلق آپ کی تجویز کردہ ترمیم پیش کی ہے۔ اگر کی ہے، تو کس نے۔ اس کا ثبوت دیں۔ اگر نہیں پیش کی تو کیوں۔

## کسی وارث کے حق وراثت میں کمی کرنیوالے کیلئے وعید

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ السلام نے فرمایا۔ من قطع میراثا فرضہ اللہ قطع اللہ میراثہ من الجنۃ (تفسیر کبیر صفحہ 165 جز 3) یعنی اللہ تعالیٰ نے وراثت کے لئے جو حصہ معین فرمایا ہے، جو شخص اس وارث کو اس کے حصہ وراثت سے محروم کرے، تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو جنت سے محروم کرے گا۔ نیز حدیث شریف میں ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان الرجل بعمل اهل الجنة سبعين سنة وجارفى و صية ختم له بشر عمله فيد خل النار وان الرجل ليعمل بعمل اهل النار سبعين سنة فيدل في وصية فيختم له بخير عمله فيد خل الجنة (تفسیر کبیر مطبوعہ مصر صفحہ 165 جلد 3) یعنی بیشک آدمی ستر سال اہل جنت کے عمل کے مطابق کام کرتا ہے، اور وصیت میں ظلم کرتا ہے، تو ایسے شخص کا خاتمہ زیادہ برے عمل پر ہوگا، تو ایسا آدمی دوزخ میں داخل ہوتا ہے، اور بیشک آدمی ستر سال اہل دوزخ کے عمل کے مطابق کام کرتا ہے، اور وصیت میں عدل کرتا ہے، تو اس کا خاتمہ بہترین عمل پر کیا جاتا ہے، تو وہ جنت میں داخل ہوتا ہے،

نیز اسی تفسیر میں ہے۔ ومعلوم ان الزياده فى الوصية قطع من الميراث، یعنی یہ بات یقینی ہے کہ وصیت میں حد شرعی سے زیادتی کرنا وارث کے حق وراثت کو کاٹنا ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ اسلامی قانون

کے مطابق جس کو ترکہ ملتا ہے، یہ ترمیمی بل اس وارث کے حصہ معینہ سے کمی کرتا ہے، کبھی محروم کو وارث اور کبھی وارث کو محروم کرتا ہے، لہٰذا اس ترمیمی بل کا نفاذ دوزخ کے استحقاق اور جنت سے محرومی کا سبب ہے۔ جناب چیمہ صاحب غور کریں۔ اور حکام بھی توجہ کریں۔ کہ اسلامی نقطہ نظر سے ترمیمی بل کا کتنا برا اور مہلک نتیجہ نکلتا ہے۔

## قرآن پاک کا اعلان، کہ وراثت کے مسائل میں انسانی تخیل کو دخل نہیں

قرآن پاک میں فرمایا۔ اٰبائکم و ابنائکم لاتدرون ایھم اقرب لکم نفعاً فریضۃ من اللہ ان اللہ کان علیماً حکیماً۔ (سورہ نساء پارہ ۴ رکوع ۱۲) یعنی تمہارے باپ تمہارے بیٹے تم نہیں جانتے کہ ان میں کون تمہارے زیادہ کام آئے گا۔ یہ حصہ باندھا ہوا ہے، اللہ کی طرف سے بے شک اللہ علم والا حکمت والا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ سے پہلے وراثت کا ذکر فرمایا۔ بعض وارثوں کے حصے معین و مقرر فرمائے۔ ہر مومن کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ علیم، علم والا۔ حکیم حکمت والا ہے۔ میت کے جن پس ماندگان کو اللہ تعالیٰ نے وراثت کا حصہ دیا ہے، اس میں حکمت ہے، اور جس کو نہیں دیا ہے، اس میں بھی حکمت ہے، اور جن وارثوں کے حصے علیحدہ علیحدہ مقرر فرمائے، اس میں بھی حکمت ہے، تو انسانی تخیل میں یہ بات آسکتی ہے، کہ اگر ترکہ کی تقسیم کے لیے قرآن پاک یا

حدیث شریف کے علاوہ کوئی اور طریقہ ہو تو اس میں زیادہ نفع ہو۔ جیسا کہ ترمیمی بل کا مقصد ہے کہ آج تک تو اسلامی قانون وراثت کے بارے میں ناقص و ناکافی رہا۔ اور اس بل سے وہ کافی و مکمل ہو گا۔ قرآن پاک کی اس آیت میں وراثت کے ایسے تخیلات کا رد کیا گیا۔ دوسرے لفظوں میں اس ترمیمی بل کا رد خود قرآن حکیم میں موجود ہے، یہ قرآن پاک کی اعجازی شان ہے کہ اس کے نزول کے صدیوں بعد انسان کے خیال میں وراثت کے اسلامی قانون کے خلاف تخیل پیدا ہوتا ہے، اور قرآن کریم کی نورانی شعاعوں اور حقانی تابشوں نے ایسے تخیلات کا پہلے ہی قلع قمع کر دیا، ارشاد ہوا تمہارے باپ تمہارے بیٹے تم نہیں جانتے ہو کہ تمہارے لئے زیادہ نفع دینے والا کون ہے، وراثت کے حصے مقرر کرنا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، بے شک اللہ تعالیٰ علم والا حکمت والا ہے۔

اسی آیت کی تفسیر میں امام رازی فرماتے ہیں، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وراثت کی تقسیم بیان فرمائی ہے، اور تم ارادہ کرتے ہو کہ وراثت کی تقسیم تمہاری طبیعتوں کے مطابق تمہارے تخیل کے موافق ہو، اللہ تعالیٰ نے جو تقسیم وراثت کو بیان فرمایا۔ وہ تقسیم تمہاری من گھڑت تقسیم اور وراثت کے متعلق بھی مصالح و مفاسد کو جانتا ہے۔ بے شک وہ حکمت والا ہے، وہ اسی چیز کا حکم فرماتا ہے، جس میں زیادہ مصلحت اور زیادہ خوبی ہو، اس کی نظیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو فرمایا، انی اعلم مالا تعلمون کہ میں وہ جانتا ہوں کہ جس کو تم نہیں جانتے۔ یونہی مسئلہ وراثت میں ہے

کہ اے میرے بندو! میں اس کی حکمت جو جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔ میں نے کسی کا حصہ وراثت میں معین ومقرر کیا ہے، اور کسی کو ترکہ سے حصہ زیادہ دیا ہے اور کسی کو اس سے کم دیا ہے، کسی کا حصہ معین نہیں کیا۔ کسی کو ترکہ سے محروم کیا ہے، اس تقسیم وراثت میں حکمتیں ہیں۔ مصلحتیں ہیں جو تمہیں نہیں معلوم، غور کیجئے کہ ترمیمی بل کو اسلامی قانون وراثت میں کہیں بھی جگہ نہیں ہے، مسلمانو! قرآن پاک کا ارشاد ہے، من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ جس نے حضرت رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کی۔ اس نے حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ قرآن پاک کا ارشاد ہے، وانزلنا الیک الذکر تبین اللناس مانزل الیھم۔ یعنی اے پیارے نبی ہم نے آپ کی طرف قرآن اتارا تاکہ آپ لوگوں کو بیان کردیں جو آیتیں ان کے متعلق اتاری گئی ہیں۔ قرآن پاک میں فرمایا، قل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ یعنی اے پیارے نبی لوگوں سے فرمادو کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ اور امر والوں یعنی علماء کی اطاعت کرو، قرآن پاک میں ہے، فاسئلوا اھل الذکرا کنتم لاتعلمون۔ اگر تم کو معلوم نہیں تو اہل علم سے دریافت کرلو۔ سبحان اللہ قرآن کریم نے کیسا واضح راہ ہدایت بتایا۔ عام مسلمانوں کو علماء سے مسئلہ پوچھنے کا حکم فرمایا۔ اور علماء کو رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان کی طرف متوجہ کیا اور رسول پاک کا در بتایا۔ اور رسول پاک کی فرمانبرداری سے مسلمان خدا کا مطیع ہوا۔ کیا بہترین واضح

ہدایت کا سلسلہ ہے۔

اس کا خلاصہ یہ ہے، کہ خلفاء راشدین وصحابہ کرام وآئمہ مجتہدین ومشائخ عارفین اولیا کاملین وعلماء دین کے بغیر کوئی مسلمان رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت نہیں کرسکتا۔ اور رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت بغیر مسلمان ہرگز اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہیں کرسکتا۔ اس ترمیمی بل میں خلفاء راشدین سے لے کر آج تک کسی بزرگ کو موافقت نہیں، اور نہ اس ترمیمی بل میں رسول پاک کی اطاعت ہے، نہ اس ترمیمی بل میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ لہٰذا یہ ترمیمی بل یقیناً راہ ہدایت سے کوسوں دور ہی نہیں بلکہ یہ ترمیمی بل راہ ہدایت واسلامی قانون وراثت کو مٹانے والا ہے۔ قدیمی اسلامی قانون وراثت قرآن پاک کے مطابق حدیث شریف کے موافق ہے، اور سب مومنین کا اس پر اتفاق ہے جو شخص قرآن وحدیث کے خلاف اور مسلمانوں کے متفق علیہ راستہ کے خلاف چلتا ہے، اس کے لئے قرآن پاک کا یہ ارشاد ہے، ومن یشا قق الرسول من بعد ماتبین له الهدیٰ ویتبع غیر سبیل المومنین نوله ماتولی ونصله جهنم وسأ ت مصیرا (سورہ نساء پارہ 5 رکوع 13)

یعنی جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا، اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے، ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے۔ اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے۔

# قانون وراثت میں احتیاط

حضرت عطاءؒ سے روایت ہے کہ صحابی حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ احد میں جب شہید ہوئے، تو انہوں نے دو بیٹیاں اور ایک بیوی اور ایک بھائی کو چھوڑا۔ آپ کے بھائی نے آپ کا سارا مال وراثت لے لیا۔ حضرت سعد کی بیوی اپنی دونوں بیٹیوں کو لے کر دربار رسالت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا یارسول اللہ میرے خاوند سعد کی یہ دو بیٹیاں ہیں اور وہ شہید ہو گئے، ان کے بھائی یعنی ان بیٹیوں کے چچا نے سارا مال لے لیا ہے، تو حضور نبی علیہ الصلوٰۃ السلام نے ارشاد فرمایا۔ ترجعی فلعل اللہ سیقضی فیہ، یعنی ابھی واپس جاؤ۔ تحقیق اللہ تعالیٰ اس کے متعلق فیصلہ فرمائے گا۔ چنانچہ واپس چلی گئی۔ اور پھر وہ صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کچھ عرصہ کے بعد دربار رسالت میں حاضر ہوئیں، اور رو کر عرض معروض کیا تو آیت کریمہ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین فان کن نساء فوق اثنتین فلھن ثلثا ماترک۔ اس آیت پاک کے نازل ہونے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان لڑکیوں کے چچا کو بلایا اور فرمایا کہ متوفی سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی وراثت سے دو تہائی حصہ 2/3 ان کی دو لڑکیوں کو دے دو، اور آٹھواں حصہ 1/8 لڑکیوں کی ماں یعنی متوفی کی بیوی کو دو اور جو باقی رہے، اس کے تم مالک ہو، یعنی 24 سہام پر ترکہ تقسیم ہوگا۔ جن میں سے 16 سہام دو لڑکیوں کو ہر لڑکی کو آٹھ آٹھ اور تین سہام متوفی کی بیوی کو اور باقی پانچ 5 سہام عصبہ

ہونے کی حیثیت سے متوفی کے بھائی کو ملتے ہیں۔ امام رازی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں، ھذا اول میراث قسم فی الاسلام یعنی اسلام میں سب سے پہلے جو وراثت تقسیم ہوئی وہ میراث یہ ہے، اس حدیث شریف میں سے کئی مسائل ثابت ہوئے۔

نمبر 1: حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وراثت کے سوال کے جواب میں نہایت احتیاط فرمائی اور حکم الٰہی کا انتظار فرمایا۔ حالانکہ آپ کا فرمان وہ فرمان خدا ہے، ما ینطق عن الھدیٰ ان ھوالاوحی یوحیٰ۔ اس میں آپ کے حکم الٰہی میں انتظار کرنے میں ایک لطیف اشارہ یہ بھی تھا، کہ اے میری امت دیکھو وراثت کے مسائل میں، میں نے بھی کتنی احتیاط برتی ہے۔ میں رسول اللہ ہوتے ہوئے نفاذ حکم کے لئے وحی کا منتظر ہوں، تو اے میری امت تم کو یہ چاہیے، کہ اگر کوئی مسئلہ دینیہ خواہ مسئلہ وراثت درپیش ہو تو تم قرآن وحدیث کے مطابق مسئلہ کا فیصلہ کرو، شرعی قانون پر چلو صرف اپنے تخیل کو اس میں دخل نہ دو، میں نے احکام شرعیہ میں باذن اللہ مختار ہو کر بھی وحی جلی کے نزول کا انتظار کیا۔ تم تو میرے امتی ہو، اور تم کو احکام شرعیہ میں میری طرح اختیار بھی نہیں۔ لہٰذا تم صرف اپنے خیال و وہم سے قانون نہ بنانا اور اپنے تخیل سے قانون اسلام کی ترمیم نہ کرنا بلکہ اللہ تعالیٰ نے جو قانون نازل فرمایا ہے، اور میں نے اپنی حدیثوں میں جو قانون بتایا ہے اس کے مطابق چلنا اور قانون اسلام سمجھنے کے لئے میرے خلفاء راشدین صحابہ کرام آئمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پیروی کرنا اور ان کے

بتائے ہوئے قانون کی پابندی کرنا حدیث شریف میں ہے، فعلیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین۔نیز حدیث شریف میں ہے، اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتھم اھتدیتم ،اور حدیث شریف میں ہے،من اطاع امیری فقد اطاعنی ۔غور کیجئے کہ ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو مسئلہ وراثت کے متعلق کتنی بڑی احتیاط فرمائی مگر ترمیمی بل میں برائے نام بھی احتیاط نہیں ، احتیاط تو درکنار اس ترمیمی بل میں تو قرآن پاک وحدیث شریف کے قانون کی کھلی ہوئی مخالفت ہے۔

2: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ قانون وراثت کے نازل ہونے سے پہلے عرب میں وراثت تقسیم ہوتی تھی، اور تقسیم وراثت کا ضابطہ ان کا خیالی قانون تھا۔ جب قانون وسلام نازل ہوا تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرب کے پہلے وراثت کے خیالی قانون کو توڑا۔ مگر چیمہ صاحب اس کے برعکس اپنی اس ترمیم کی بدولت اسلامی قانون وراثت جو عہد رسالت سے لے کر آج تک رائج ہے۔ایسے مضبوط ومحکم قانون کو صرف اپنے خیالی ضابطہ سے توڑ رہے ہیں۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

دین اسلام سے سچی ہمدردی کا مطلب یہ ہے کہ دنیا سے انسانی تخیل انسانی توہم کے ضابطہ کو مٹایا جائے ،اور اس کی بجائے قرآن پاک وحدیث شریف کے مطابق اسلامی قانون کو رائج کیا جائے امت کا عمل جب تک اس کے مطابق رہا، دین اسلام دن بدن ترقی کرتا گیا، اور جب اسلامی

قانون پر عمل کرنا مسلمانوں نے چھوڑ دیا۔اور صرف اپنے خیالی ضابطوں کے پابند ہو گئے، تو مذہب حق کو تنزل ہوتا گیا، یہ ترمیمی بل بھی اس تنزل کا ایک شعبہ ہے۔

3: سرکار دو عالم نبی مکرم علیہ الصلوۃ والسلام نے پہلے اصحاب فرائض کو ان کے مقرر حصے عطا فرمائے۔یعنی متوفی کی دونوں بیٹیوں کو دو تہائی 2/3 اور متوفی کی بیوی کو آٹھواں حصہ 1/8 اور باقی متوفی کے بھائی کو جس سے معلوم ہوا کہ میت کی وراثت سے پہلے اصحاب فرائض کو ان کے مقرر حصے دیئے جائیں، اور جو باقی بچے وہ میت کے قریبی عصبہ کے لئے ہے، یہ فیصلہ بالکل اس حدیث شریف کے مطابق ہے، یعنی حدیث شریف الحقوا الفرائض باھلھا فما بقیٰ فلاولیٰ رجل ذکر۔دیکھئے عصبہ کو باقی کل ترکہ دے دینا، یہ اسلام میں اول تقسیم وراثت سے رائج ہے، مگر چیمہ صاحب کی ترمیم اس اسلامی قانون کے مخالف ہے۔



## قانون وراثت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی احتیاط

حضرت قبیصہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ متوفی کی دادی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے اپنے متوفی پوتے کی وراثت کے متعلق مسئلہ پوچھا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو فرمایا۔ مالك فی کتاب اللہ شیء ومالك فی سنة رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شئی فارجعی حتیٰ اسئل الناس، یعنی تیرے لئے قرآن پاک میں پوتے کی وراثت سے کوئی حصہ نہیں۔اور حضرت رسول

پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت میں بھی میرے علم میں تمہارے لئے کوئی حق وراثت نہیں ہے، تم ابھی واپس جاؤ یہاں تک کہ میں اس کے متعلق صحابہ سے تفتیش کروں تو حضرت صدیق اکبرؓ نے اس مسئلہ کو صحابہ کرامؓ سے پوچھا تو صحابی حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے بیان کیا کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا تو اس مسئلہ کے متعلق نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوتے کی وراثت سے دادی کو چھٹا حصہ 1/6 عطا فرمایا، تو حضرت صدیق اکبرؓ نے حضرت مغیرہؓ کو فرمایا کہ تمہارے ساتھ کوئی اور بھی اس کا گواہ ہے، اس پر دوسرے صحابی حضرت محمد بن مسلمہؓ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ کی تصدیق کی۔ جب حضرت ابوبکرؓ نے ان دونوں صحابہ کی شہادت سے جان لیا کہ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوتے کی دادی کو پوتے کے ترکہ سے چھٹا حصہ 1/6 عطا فرمایا۔ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قانون وراثت کے مطابق اس سوال کرنے والی کو اس کے پوتے کے ترکہ سے چھٹا حصہ 1/6 دیا، اور اس قانون وراثت کا نفاذ فرمادیا۔ پھر اس کے بعد اس متوفی کی نانی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سوال کیا۔ کہ میرے نواسے کی میراث سے میرا حصہ ملنا چاہئے۔ تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا۔ کہ پوتے کی میراث سے دادی کو یا نواسے کی میراث سے نانی کو چھٹا حصہ 1/6 ملتا ہے۔ اگر متوفی کی دادی اور نانی دونوں زندہ ہوں تو دونوں چھٹے حصے 1/6 میں شریک ہیں۔ اور ان دونوں

میں سے ایک ہو، یعنی دادی یا صرف نانی تو اس کو تنہا حصہ 1/6 ملے گا۔ یہ حدیث شریف مشکوٰۃ شریف میں موطا امام مالک مسند امام احمد۔ جامع ترمذی۔ سنن ابوداؤد و دارمی، ابن ماجہ سے منقول ہے۔ اور سنن ابن ماجہ صفحہ 200 اور سنن ابو داؤد صفحہ 45 جلد 2، اور موطا امام مالک صفحہ 429 میں اس حدیث میں ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وراثت کے متعلق سوال کرنے والی میت کی دادی یا نانی سے فرمایا۔ وما انا بزائد فی الفرائض شیأ، یعنی میں صرف اپنی طرف سے وراثت کے شرعاً مقرر شدہ حصوں میں زیادتی کرنے والا نہیں۔ سبحان اللہ اسے کہتے ہیں۔ قانون اسلام کی پابندی، حضرت عمر فاروق اعظمؓ کے اس ارشاد میں ترمیمی بل کا صریح رد ہے۔ چیمہ صاحب ذرا حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد گرامی پر غور کریں اور اپنی ترمیم کو واپس لیں۔

ذرا غور کیجئے کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وراثت کا مسئلہ دریافت کیا گیا، تو آپ نے خوب احتیاط برتی، اور صرف اپنے خیال سے جواب نہیں دیا۔ بلکہ تفتیش فرمائی اور حدیث شریف کے قانون کو صحابہ کرام سے دریافت کر کے اس قانون وراثت کا نفاذ فرما دیا۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی احتیاط قانون وراثت میں اس روایت سے بھی ظاہر ہے جو ابو بکر بن خرم سے ہے، کہ انہوں نے کئی مرتبہ حضرت عمر فاروق اعظم کو فرماتے سنا، عجبا للعمة نورث ولا ترث۔

یعنی عجیب بات ہے کہ پھوپھی اپنے بھتیجوں کو وارث کر دیتی ہے۔ مگر خود ان کی وارث نہیں۔ مثلاً اگر میت نے اپنے خاوند اور بھتیجے کو چھوڑا تو وراثت دو حصے پر تقسیم ہوگی، ایک حصہ خاوند کو ملے گا اور ایک حصہ بھتیجے کو اور اگر میت نے اپنی پھوپھی اور چچا کو چھوڑا تو وراثت کا چوتھائی حصہ بیوی کو ملے گا۔ اور باقی تین حصے میت کے چچا کو ملیں گے، اور پھوپھی محروم ہے، دیکھئے پہلے مسئلہ میں پھوپھی کی وراثت سے بھتیجے کو حصہ ملتا ہے، مگر دوسرے مسئلہ میں بھتیجے کی وراثت سے چچا کو حصہ ملتا ہے، اور پھوپھی محروم ہے، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تعجب فرماتے ہیں کہ پھوپھی کو بھتیجے کے ترکہ سے نہیں ملتا، اور بھتیجے کو پھوپھی کے ترکہ سے ملتا ہے، یا اس لئے تعجب فرمایا کہ بھتیجا چونکہ عصبہ ہے وہ ترکہ پالیتا ہے، اور پھوپھی چونکہ ذوی الارحام میں سے ہے، اسلئے اس کو ترکہ نہیں ملتا۔ امیر المومنین نے تعجب کا اظہار فرمایا۔ اور اس تعجب کو اسلامی قانون پر نثار کیا، اپنی طرف سے وراثت کے اسلامی قانون میں دخل نہ دیا۔ بلکہ اسلامی قانون کی پابندی فرمائی،

یہ ہے دین اسلام سے ہمدردی یہ ہے دین اسلام کی اشاعت، یہ ہے اسلامی قانون کا نفاذ، یہ ہے خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سیرت پاک، حکومت ہو تو خلافت راشدہ کا ظل ہو، حکام ہوں تو خلفاء راشدین کے نائب ہوں، خلفاء راشدین جو ہدایت کے ستارے، اسلام کے پھیلانے والے اور اسلامی قوانین کے پابند تھے۔ وہ بھی صرف اپنے خیال سے قانون وراثت میں دخل نہ دیتے۔ اس میں غایت درجہ کی احتیاط فرماتے۔ لہٰذا چیمہ صاحب

بلکہ ہر مسلمان کو لازم ہے کہ جو ترمیم بھی قانون اسلام کے خلاف ہو اسکی طرف توجہ نہ کریں۔ اور حکام ایسے ترمیمی بل کا ہرگز نفاذ نہ کریں۔

## حجۃ الوداع میں قانون وراثت ووصیت کا اعلان

صحابی حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، کہ حجۃ الوداع کے سال حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خطبہ دیا اور میں نے خطبہ میں آپ کو یہ فرماتے سنا، ان اللہ قد اعطی کل ذی حق حقہ فلا وصیۃ لوارث۔ یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے وراثت کے ہر حقدار کو اس کا حق عطا فرمایا ہے تو وارث کے لئے مورث کی وصیت جائز نہیں۔ اس حدیث شریف سے ایک مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کا حق بیان کر دیا ہے۔ کس وارث کو کتنا ملیگا۔ یہ ظاہر کر دیا ہے، اور یہ معلوم ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بیان اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی۔ تو قرآن وحدیث میں وراثت کے متعلق حق دار کا حق بیان کر دیا ہے، جس کے لئے وراثت کا حصہ بیان نہیں کیا۔ وہ شرعاً وراثت کا حقدار ہی نہیں۔ میت کا بیٹا موجود ہو تو پوتا پوتی نواسہ نواسی محروم ہیں۔ میت کا بھائی موجود ہو تو میت کا بھتیجا بھانجہ محروم۔ اس صورت میں یہ اس لئے محروم ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو وراثت کا حق نہیں دیا۔ چیمہ صاحب صرف اپنی رائے سے ان کو ناحق حصہ دلانے کی کوشش کر کے قرآن وحدیث کی مخالفت کر رہے ہیں۔ حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے، کہ بے شک اللہ

تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق دیا۔ مگر چیمہ صاحب کے خیال میں بیٹے کی موجودگی میں پوتا پوتی، نواسہ نواسی، حقدار ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان حقداروں کو ان کا حق نہیں دیا۔ بھائی کی موجودگی میں بھتیجے بھانجے وراثت کے حقدار ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو وراثت کا حق نہیں دیا۔ حقدار کو حق نہ دینا ظلم ہے، تو گویا چیمہ صاحب کے نزدیک معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ نے ظلم کیا ہے، کہ ان حقداروں کو حق نہیں دیا۔ تعالی الله عن ذلك علو كبيرا۔

اور دوسرا مسئلہ اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوا کہ وارث کے لئے وصیت نہیں ہے، پوتا، پوتی، نواسا، نواسی، بھتیجے، بھانجے، حسب شرع ترتیب وار ترکہ پاتے ہیں۔ اور جس صورت میں ان کو وراثت کا حق نہیں پہنچتا تو ایسے وقت مورث کو چاہیے کہ انکے لئے ایک تہائی تک وصیت کردے۔

## ترمیمی بل قرآن وحدیث کیخلاف ہے چیمہ صاحب کی ترمیم شرعاً نا قابل اعتبار ہے

لہٰذا ترمیمی بل کا نفاذ شرعاً کسی طرح جائز نہیں۔ قرآن وحدیث کے قانون پر عمل نہ کرنا جرم ہے۔ اور اس قانون کے مقابلہ میں دوسرے قانون کا نفاذ کرنا تو اسلام ہی کی مخالفت ہے، جو کسی طرح مسلمان کو گوارا نہیں۔ مسلمانو، ہمارا ایمان ہے کہ ہمارا رب تبارک وتعالیٰ ہر مہربان سے بڑا مہربان ہے، قرآن پاک میں ہے، ھو ارحم الراحمین۔ اس کے بعد ہمارے پیارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ساری مخلوق سے زیادہ مہربان ہیں۔

قرآن کریم کا ارشاد ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں ہے، وما ارسلنك الا رحمة اللعلمین ۔ اور ایمان داروں پر تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاص نظر رحمت نظر رافت ہے، قرآن حکیم میں ہے، بالمومنین رئوف الرحیم اسلام کے ہر مسئلہ میں ہر قانون میں مسلمان کے لئے رحمت کے جلوے ہیں۔ اسلام نے مسلمان کو جو حق دیا ہے وہ حق برکت ہے، رحمت ہے، اور مسلمان کو جس کا حق نہیں دیا، وہ چیز زحمت ہے، رحمت نہیں۔ جس شخص کو میت کا وارث بنایا ہے، تو اس کے لئے رحمت ہے، اور جس کو وارث نہیں بنایا۔ اس کے لئے خلاف شرع وراثت کا حصہ دینا ہرگز رحمت نہیں برکت نہیں، بلکہ سراپا زحمت ہے، جس کے لئے شریعت نے وصیت جائز رکھی ہے۔ اس کے لئے وصیت رحمت ہے، اور جس کے لئے وصیت کو منع فرمایا۔ اس کے لئے زحمت ہے، خلاصہ یہ ہے کہ قانون اسلام کی پابندی رحمت ہے، اور قانون اسلام کی مخالف سراپا زحمت ہے، لہٰذا ترمیمی بل چونکہ قانون اسلام کے مخالف ہے۔ اس لئے یہ بل سراپا زحمت ہے، اور رحمت و برکت کا مٹانے والا ہے۔

چیمہ صاحب کو لازم ہے کہ ترمیمی بل واپس لیں۔ حکام پر شرعاً لازم ہے کہ قانون اسلام کے خلاف ترمیمی بل ہرگز نافذ نہ کریں۔ وراثت کے متعلق فقیر نے یہ چند مسائل بزرگان دین کی برکت سے لکھدیئے ہیں۔ مولیٰ عزوجل اس کو بزرگان دین کے صدقہ سے قبول فرمائے، اور ہم سب کو قانون شرعی کے مطابق چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین واللہ تعالیٰ ورسولہ

الاعلیٰ اعلم۔

## ﴿اسلامی قانون وراثت سے مولوی مودودی صاحب کی﴾

## ﴿نادانی مولوی مودودی کے ترجمان القرآن کی زبانی﴾

مولوی، مودودی صاحب نے رسالہ ترجمان القرآن جلد 22 عدد 1-2 صفحہ نمبر 18 پر لکھا ہے، مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے کوئی لڑکا نہ چھوڑا ہو اور اس کی اولاد میں صرف لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوں تو خواہ دو لڑکیاں ہوں یا دو سے زائد بہر حال اس کے کل ترکہ کا 2/3 حصہ ان لڑکیوں میں تقسیم ہوگا، اور باقی 1/3 دوسرے وارثوں میں اس سے یہ حکم آپ سے آپ نکل آتا ہے، کہ اگر میت کا صرف ایک بیٹا ہو تو ہو 2/3 کا حقدار ہوگا۔ اور کئی بیٹے ہوں تو وہ 2/3 میں شریک ہوں گے۔ جن ورثاء کے سہام شرعاً معین ہیں، وہ صرف 12 نفر ہیں۔ جن میں سے چار مرد ہیں۔ اور آٹھ عورتیں ہیں۔ جیسا کہ اس رسالہ کے مقدمہ نمبر 1 میں بیان ہوا۔ ان بارہ کو اصحاب فرائض کہتے ہیں۔ عہد رسالت سے لے کر آج تک کسی نے میت کے بیٹے کو اصحاب فرائض میں شمار نہیں کیا۔ بلکہ بیٹا عصبہ ہے۔ یہ قرآن و حدیث کے مطابق ہے، اور اس پر سب کا اتفاق ہے۔ مگر مودودی صاحب اپنی خوش فہمی سے بیٹے کو اصحاب فرائض میں شامل کر رہے ہیں۔ اور میت کا ایک ہی بیٹا ہو یا ایک سے زیادہ ہو تو اس کے لیے 2/3 حصہ مقرر کر رہے ہیں۔ حالانکہ قرآن میں فرمایا۔ للذکر مثل خطاالانثیین یعنی لڑکا لڑکی

ہوں، ایک ایک یا اس سے زیادہ تو بیٹا کو بیٹی سے دوگنا ملے گا۔ مثلاً ایک بیٹا بیٹی ہیں، تو بیٹے کو 2/3 ملے گا۔ اور بیٹی کو 1/3 ملے گا۔ اور اگر ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہیں تو بیٹے کو چار سہام میں سے دو سہام ملیں گے۔ اور ایک لڑکی کو ایک سہم ملے گا۔ اگر میت نے ایک بیوی ایک بیٹے کو چھوڑا تو بیوی کو 1/8 اور بیٹے کو 7/8 ملے گا۔ اور اگر میت نے دو بیٹے اور ایک دادی چھوڑی تو دادی کو 1/6 اور بیٹوں کو 5/6 ملے گا۔ اور اگر میت نے ایک بیٹا اور باپ چھوڑا تو باپ کو 1/6 اور بیٹے کو 5/6 حصہ ملے گا۔ الغرض بیٹا عصبہ ہے، اگر اصحاب فرائض میں سے کوئی بھی نہیں تو کل ترکہ بیٹے کو ملیگا۔ اور اگر اصحاب فرائض میں سے کوئی ہو تو اس کو مقرر حصہ دینے کے بعد کل ترکہ بیٹے کو ملے گا۔ مگر مودودی صاحب صرف اپنے تخیل سے قرآن وحدیث اور اجماع امت کے خلاف بیٹے کو 2/3 دلا رہے ہیں۔ مودودی صاحب اور چیمہ صاحب کا خیالی قانون بلاشبہ اسلامی قانون کے مخالف ہے۔ اور یہ بات فقہاء کرام مجتہدین عظام کا دامن چھوڑنے کی وجہ سے ہے۔ مولیٰ عزوجل ہر مسلمان کو اسلامی قانون کی پابندی کی توفیق عطا فرمائے۔ اور دین اسلام کی ترقی عطا فرمائے۔ اور مسلمانوں کو دین اسلام کی تبلیغ واشاعت دین متین کی خدمت کا صحیح جذبہ عطا فرمائے، واللہ تعالیٰ ھوالوفق وھو تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

فقیر ابوالفضل محمد سردار احمد غفرلہ
خادم اہلسنت وجماعت

الجواب صحیح والمجیب مصیب
حافظ نواب الدین غفرلہ

فقیر ابوالفضل محمد سردار احمد غفرلہ

خادم اہلسنت و جماعت

الجواب صحیح و المجیب نجیح

الفقیر ابوالشاہ محمد عبدالقادر

احمد آبادی رضوی نوری غفرلہ

خطیب مسجد ابرار ۔ رلیہ چوک لائلپور

الجواب ھوالجواب

الجواب صحیح والمجیب مصیب

حافظ نواب الدین غفرلہ

خادم دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام

الجواب ھوالصواب

ولی النبی عفی عنہ خادم دارالعلوم جامعہ رضویہ

الفقیر ابوسعید محمد امین غفرلہ الفقیر ابوالنافع منصور حسین شاہ مدرس ، فقیر عبدالرسول ابوشعیب ، محمد احسان الحق قادری ، ابوالانوار محمد مختار احمد غفرلہ ۔ الفقیر قاری علی محمد رہتکی ۔ خادم جامع رضویہ مظہر اسلام لائلپور ،